عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوة
انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۲۵ بتاریخ ۲۶ نومبر تا ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فتنوں کے انسداد میں علماء کی مساعی

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں!
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

عالمی تناظر میں مسلمانوں کی حیثیت
ایک تجزیہ

فتنہ قادیانیت اور سپریم کورٹ
سلسلہ وار

تمام مسلمانوں سے ایک سوال؟

غیرتمند

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں
استعمال ہو؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید وفروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید وفروخت لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھئے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون وبیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید وفروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے:۔ قادیانی ٹولہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۲۵ ● بتاریخ ۸ تا ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۲۶ نومبر تا ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

اس شمارے میں

۱۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۴
۲۔ سردار فاروق لغاری کی کامیابی (اداریہ) ۵
۳۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۶
۴۔ عالمی تناظر میں مسلمانوں کی حیثیت ۸
۵۔ فتنوں کے انسداد میں علماء کی مساعی ۱۰
۶۔ کیا یہی سیکولر ہندوستان ہے؟ ۱۱
۷۔ کبھی ایسا بھی ہوا تھا ۱۲
۸۔ اہل سنت و جماعت کون؟ ۱۳
۹۔ سات آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ۱۵
۱۰۔ ہلدی۔ دوا بھی غذا بھی ۱۷
۱۱۔ قادیانیت کے خلاف آئینی جدوجہد ۱۸
۱۲۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ (قسط ۲) ۲۲

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

[illegible]
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۱۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

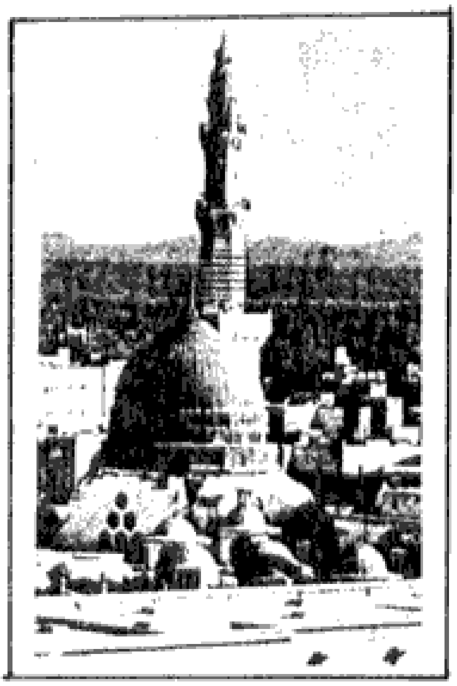

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حاجی محمد احمد دلکش

دنیا کے سہاروں میں محکم بس ایک سہارا باقی ہے
اے رحمت عالم اب تیری رحمت کا اشارہ باقی ہے

پرکھا دنیا کو مدت تک، دل ٹوٹ گیا، کچھ بھی نہ ملا
سب حوصلے دل کے سرد ہوئے، ایماں کا شرارہ باقی ہے

اے مکہ، مدینہ کے آقا" رحمت کی دہائی ہے تیری
اللہ کے بعد سوا تیرے اب کون ہمارا باقی ہے

آنکھیں پتھرائیں، دل ڈوبا، گویائی بھی اب سلب ہوئی
باقی ہے ترے دربار کا ہاں آنکھوں میں نظارا باقی ہے

ہر وقت درود رب اس پر، ہر وقت جہاں کے درود اس پر
وہ رحمت عالمؐ شاہ رسلؐ اللہ کا دلارا باقی ہے

میدان حشر میں اے دلکش، ہنگامہ قیامت کا ہوگا
آقاؐ کی شفاعت ہم کو ملے، امید کا تارا باقی ہے

سردار فاروق احمد لغاری کی کامیابی اور بہتر توقعات کی امید

جناب سردار فاروق احمد خان لغاری بھاری اکثریت سے صدر مملکت منتخب ہوگئے۔ ان کا تعلق ڈیرہ غازی خان ضلع سے ہے۔ ان کی یہ کامیابی خلاف توقع ہے کیونکہ ۱۱ نومبر تک اخباری خبروں اور مسلم لیگی راہنماؤں کے بیانات سے یہی تاثر مل رہا تھا کہ ان کے مدمقابل چیئرمین سینیٹ جناب وسیم سجاد بازی لے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد گرامی ہے۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء "وہ جسے چاہتا ہے عزت نصیب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت یا شکست سے دوچار کردیتا ہے۔" مسلم لیگ (ن) اور اے این پی کے سوا تقریباً" سبھی جماعتوں کے نمائندگان نے انہیں ووٹ دے کر ملک کے اس عظیم ترین منصب کا اہل سمجھا اور انہیں کامیاب کرایا۔ انہیں اپنی کامیابی کی اطلاع رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت کے بعد واپسی پر بذریعہ موبائل فون ملی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس منصب جلیلہ کا اہل بنائے اور وہ عوامی خواہشات پر پورے اتریں۔ ان کے بارے میں عوام و خواص سبھی حلقوں میں اچھے خیالات کا اظہار کیا جارہا ہے اور یہ کہا جارہا ہے کہ وہ اچھے مسلمان اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ ملک کے لئے اور عوام کے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ انہیں ایک اچھا صدر مل گیا۔

جناب لغاری صاحب کے صدر منتخب ہونے سے پہلے پیپلزپارٹی کے جنرل سیکریٹری' جمعیت علماء اسلام کے قائم مقام امیر حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب کے پاس لاہور تشریف لے گئے۔ ان کے مدمقابل جناب وسیم سجاد بھی پہنچے تاکہ جمعیت علماء اسلام کے منتخب نمائندوں کے ووٹ حاصل کئے جائیں۔ حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے دونوں حضرات کے سامنے یہ مسائل اٹھائے (یاد رہے کہ سب سے پہلے وسیم سجاد نے ملاقات کی)

1. اسلامی دفعات نافذ کریں گے' جن میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون سازی ہو۔
2. آٹھویں ترمیم میں اسلامی دفعات کا تحفظ کریں گے۔
3. اسلامی عدالتیں قائم رکھی جائیں گی اور انہیں توڑا نہیں جائے گا۔
4. اور گستاخ رسول کی سزا' سزائے موت ختم نہیں کی جائے گی۔

جب یہ شرائط پیش کی گئیں تو وسیم سجاد نے کہا:

"ہم اس وقت حکومت میں نہیں ہیں لہٰذا ہم خود کوئی قانون سازی نہیں کرسکتے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ مجھے جیسا آئین ملے' ویسا ہی برقرار رہے...... آٹھویں ترمیم میں اسلامی دفعات کی تبدیلی کو روکنے کے لئے مسلم لیگ سے کہیں گے کہ وہ اس کی مخالفت کرے...... نواز شریف جب تک نہ چاہیں اس وقت تک آئین تبدیل نہیں ہوسکتا۔"

اسی روز میاں محمد نواز شریف نے مولانا موصوف سے ملاقات کی لیکن وہ بھی اطمینان بخش جواب نہ دے سکے۔ بدھ کے روز پیپلزپارٹی کے سیکریٹری جنرل جناب شیخ رفیق احمد نے ملاقات کی' ان کے سامنے بھی مذکورہ شرائط پیش کی گئیں' جو انہوں نے یہ کہہ کر تسلیم کرلیں کہ آٹھویں ترمیم میں اسلامی دفعات کو نہیں چھیڑیں گے۔ بے نظیر بھٹو اور ڈاکٹر شیر افگن نے اس سلسلہ میں بیانات بھی دے دیئے۔ اس وضاحت کے بعد جمعیت علماء اسلام نے جناب سردار فاروق احمد لغاری کو ووٹ دینے کا فیصلہ کرلیا۔ انہی یقین دہانیوں کے بعد مولانا سمیع الحق اور مولانا محمد اعظم طارق ایم این اے نے بھی یہی فیصلہ کیا۔

جناب لغاری صاحب پر مذکورہ معاہدے کی پابندی لازمی ہوگئی ہے۔ عموماً" حکمران کام نکالو اور وقت ٹالو کے مطابق معاہدے کرتے ہیں' صدر لغاری صاحب کو ایسا نہ کرنا چاہئے اور ان کی پارٹی کے جنرل سیکریٹری نے جو معاہدہ کیا اور جو یقین دہانی کرائی اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ اس سے ملک کے عوام کی ہمدردیاں انہیں حاصل ہوں گی۔ مذکورہ معاہدے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا ذکر نہیں آیا لیکن یہ مسئلہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسے قطعاً" نہ چھیڑا جائے' اگر اسے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر یہ مسئلہ منبر و محراب سے نکل کر سڑکوں پر بھی آسکتا ہے۔ آخر میں ہم جناب فاروق احمد خان لغاری صاحب سے اسلام اور ختم نبوت کے سلسلہ میں بہتر توقعات رکھتے ہوئے صدر مملکت کے انتخاب میں کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

تحریر:۔ بابو شفقت قریشی سہام

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ایسے دور میں ہوئی جب حضرت عیسیٰؑ دنیا سے آسمان پر گئے

جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام بیت اللہ کی بنیادیں کھڑی کر رہے تھے تو ساتھ ہی ساتھ دعائیں بھی کر رہے تھے۔ اس موقع پر دونوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے چھ دعائیں مانگیں' جو ساری کی ساری قبول ہو گئیں۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی۔

ترجمہ "اے ہمارے رب اور ان میں ایک رسول بھیج انہی میں سے جو ان کے سامنے تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور دانائی کی تعلیم دے اور انہیں پاک کر دے۔"

(سورۃ بقرہ ۱۲۹)

دونوں باپ بیٹے کی دعا کا نچوڑ یہ تھا کہ ہماری اولاد میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان صفات سے متصف ہو۔ ایک صفت تو یہ ہو کہ ان پر کتاب نازل ہو اور وہ اس کی آیات لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ دوسری صفت یہ ہو کہ وہ لوگوں کو کتاب کی تعلیم دیں اور جہاں جہاں ان کو کتاب اللہ کے سمجھنے میں دقت پیش آئے تو اس کی تشریح قول و فعل سے کر کے ان کو سمجھائیں۔ تیسری صفت یہ ہو کہ وہ لوگوں کو حکمت و دانائی کی باتیں سکھائیں اور چوتھی صفت یہ کہ وہ لوگوں کے نفوس کو پاک صاف کریں۔ انہیں شرک و کفر اور ظلم و معصیت سے متنفر کریں۔ انہیں ہر قسم کی خامیوں اور کمزوریوں سے پاک کر کے اخلاق حسنہ سے آراستہ کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی دعا قبول فرمائی اور مذکورہ تمام صفات سے متصف رسول صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے پیغمبر آئے وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے' سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے' جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو جناب عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کے گھر ہوئی جو آپؐ کی ولادت سے چند ماہ پہلے اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ بنت وہب تھا۔ ولادت کی تاریخ ۴۰ جلوس کسریٰ (کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا) سنہ عیسوی کے مطابق یہ مبارک دن ۲۰ مئی ۵۷۱ء تھا۔ سیرت النبی حصہ اول جلد اول میں علامہ شبلی نے عالم محمود پاشا مصری ہیئت دان کے دلائل پر صاد کرتے ہوئے ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو آپؐ کی تاریخ ولادت قرار دیا ہے۔ حضورؐ کا یتیم ہونا قرآن مجید کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ الم یجدک یتیما فاوی۔ آپؐ کا اسم مبارک محمدؐ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا تھا جو واقعہ فیل کے ۸ برس بعد انتقال کر گئے تھے۔ یوں تو اللہ تبارک تعالیٰ کے اپنی مخلوق پر ان گنت احسانات ہیں مگر سب سے بڑھ کر ایمان والوں پر یہ احسان فرمایا کہ حضورؐ کو نہ صرف رسول بنا کر بھیجا بلکہ خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا انسانی بس میں نہیں۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۴ میں مومنوں کو احسان جتلاتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔"

ویسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پاک تمام کائنات کے لئے سب نعمتوں سے بڑھ کر ایک نعمت ہے تاہم ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے ہیں ان کے لئے حضورؐ کی بعثت ایک نعمت لازوال کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت عظمیٰ کا خاص طور پر احسان جتلایا ہے جو اس نے عطا فرمائی ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۱۲۸ میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ "بے شک تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تم میں سے ہیں' جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا سخت گراں گزرتا ہے۔ جو تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں۔"

حضورؐ ہدایت اور سچا دین لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو عطیات عطا ہوئے۔ ھدیٰ اور دین الحق۔

حضور نبی اکرمؐ' سرکار دو جہاںؐ' جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ایسے دور میں ہوئی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے آسمان پر گئے تقریباً پونے چھ سو برس کا عرصہ گزر چکا تھا اور لوگ ان کی تعلیمات کو یکسر بھلا کر طرح طرح کی گمراہی کے کاموں میں پھنسے ہوئے تھے گو کہ اس وقت پوری دنیا ہی جہالت اور گمراہی کا شکار تھی۔ تاہم آپؐ جس قوم میں بھیجے گئے وہ اس قدر گر چکی تھی کہ اس کی اخلاقی' مذہبی' سیاسی اور سماجی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے' اخوت اور محبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ بات بات پر تلواریں نیام سے نکال لیتے تھے اور دشمنی کئی کئی سالوں تک چلتی تھی۔ قبائلی نظام کا دور دورہ تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق نظام چل رہا تھا۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ دوسروں کو داماد بنانا توہین سمجھتے تھے۔ جوا اور شراب ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا۔ خانہ کعبہ کے اندر پرستش کے لئے ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ توحید کا نام لیوا کوئی نہ تھا۔ ہر طرف کفر و شرک کا دور دورہ نظر آتا تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ سورج' چاند اور ستارے غرضیکہ سوائے اللہ کی وحدہ لا شریک ذات کے باقی تمام چیزیں جن میں درخت' پتھر اور حیوانات وغیرہ بھی

شامل ہیں' ان کو بھی معبود سمجھ رکھا تھا۔ بت پرستی کے علاوہ ان کو اللہ کے ہاں سفارشی بھی سمجھتے تھے۔ دن رات چڑھاوے' نذریں' نیازیں ان کے سامنے پیش ہوتی تھیں۔ ان کے جاہلانہ عقیدے کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "ہم ان (بتوں) کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ خدا کے ہاں ہماری قربت کا ذریعہ بن جائیں۔"

حتیٰ کہ ہر وہ برائی اس معاشرے میں موجود تھی جس کو مسلمان معاشرہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اہل عرب کی اس گمراہی کو قرآن مجید نے ضلال مبین کا نام دیا ہے۔ حضورؐ کی بعثت کے طفیل دنیا کی جاہل ترین قوم پوری دنیا کی راہنما اور ہادی بن گئی' بلاشبہ حضورؐ کی بعثت مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا۔ کم عمری کے باوجود بڑی بڑی محفلوں میں بڑی سنجیدگی سے تشریف فرما ہوتے تھے۔ دادا کی وفات کے بعد آپؐ اپنے چچا ابوطالب کی زیر پرورش رہے۔ بکریاں چرائیں۔ وہ غالباً اس لئے کہ آپؐ نے بعثت کے بعد ہر قسم کے انسانوں کی راہنمائی کا فریضہ انجام دینا تھا۔ دنیا کی گلہ بانی کے لئے پہلے بکریوں کی گلہ بانی فرماتے رہے۔ ابتدائی زندگی کے چالیس برس اپنی قوم میں گزارے۔ آپؐ کی صداقت' دیانت' امانت اور خدمت خلق کو دیکھ کر دشمنوں کو بھی ہمت نہ ہوتی تھی کہ آپؐ کے کسی کام پر انگلی اٹھا سکیں۔ آپؐ نے تجارت کے پیشے میں نیک نامی حاصل کی۔ آپؐ کی دیانت اور راست بازی کو دیکھ کر لوگ آپؐ کے پاس اپنی امانتیں جمع کراتے تھے۔ تجارت میں آپؐ نے کبھی وعدہ خلافی نہ فرمائی تھی۔ آپؐ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ حرب فجار میں آپؐ نے اس لئے شرکت فرمائی کہ قریش حق پر تھے لیکن چونکہ ان ایام میں لڑائی حرام تھی اس لئے عملی حصہ نہ لیا۔ حلف الفضول کے معاہدے میں آپؐ نے شرکت کی اور اسے پسند فرمایا تھا۔ حجر اسود کے واقعہ کو اپنے اعلیٰ کردار' تدبر اور معاملہ فہمی سے خوش اسلوبی سے سلجھایا۔ عہد شباب میں شرم وحیا آپؐ کی سب سے نمایاں صفت تھی۔ دوسروں کو دکھ اور مصیبت میں دیکھ کر آپؐ کو دکھ ہوتا تھا۔ بچپن سے ہی مشرکانہ افعال سے نفرت تھی چنانچہ کئی دفعہ چڑھاوے کا کھانا جو بتوں کو پیش کیا گیا تھا' آپؐ کے سامنے لایا گیا مگر آپؐ نے تناول فرمانے سے انکار کردیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مال شام میں لے جاکر فروخت کیا۔ جس میں بہت منافع حاصل ہوا۔ آپؐ کی سچائی سے متاثر ہوکر عقد کی درخواست کی۔ نکاح کے وقت حضورؐ کی عمر مبارک ۲۵ سال جبکہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ برس تھی۔ چالیس برس کی عمر میں آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عطا فرمائی اور قرآن مجید نازل فرمایا۔ جب آنحضرتؐ نے اپنی قوم کے گمراہ لوگوں کو بت پرستی چھوڑنے اور ایک ہی خدا کی پرستش کرنے کے لئے اللہ کا حکم سنایا تو انہوں نے انکار کردیا۔ نہ صرف انکار کیا بلکہ بھرپور مخالفت بھی کی اور ایذا رسانی پر اتر آئے۔ لوگوں کے کہنے پر جب آپؐ کے چچا ابوطالب نے سمجھانے کی کوشش کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب رکھ دیں اور کہیں کہ اس (تبلیغ کے) کام کو چھوڑ دو تو بھی نہ چھوڑوں گا۔ اس کے بعد مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے کافی سہارا مل گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپؐ کے حامیوں کو سخت اذیتیں پہنچائی جارہی ہیں تو ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ماہ شوال ۱۰ نبوی میں پہلے آپؐ کے چچا ابوطالب اور بعد میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے وفات پائی۔ یعنی یکے بعد دیگرے آپؐ کے دونوں بڑے مددگار آپؐ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ مکہ کے مشرکین کی ہٹ دھرمی کو دیکھ کر آپؐ زیدؓ بن حارث کو ساتھ لے کر طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر وہاں کے لوگوں کے نصیب میں بھی ایمان کی دولت نہ تھی چنانچہ بچوں سے پتھراؤ کرا کے حضورؐ کو بے حد رنجیدہ کیا۔ اس موقع پر بھی آپؐ نے ان کے لئے بددعا نہ کی۔ مکہ واپس لوٹے تو مسلمانوں کو پہلے کی نسبت زیادہ تکلیف میں پایا۔ حج پر آئے ہوئے مدینہ کے قبیلہ خزرج کے چھ اشخاص نے پہلے سال اور دوسرے سال ۱۲ افراد نے اسلام قبول کیا اور اس طرح مدینہ کے ہر گوشے تک اسلام کی روشنی چمکنے لگی۔ جب قریش مکہ کو علم ہوا تو اندیشہ ہوا کہ حضورؐ مدینہ تشریف لے جائیں گے اور مدینہ کے لوگوں کی مدد سے ان پر حملہ کردیں گے چنانچہ مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی چنانچہ سب قبیلوں نے مل کر ایک ساتھ حضورؐ پر حملے کا منصوبہ بنایا۔ حضورؐ کو اس ناپاک منصوبے کی خبر ملی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب سے مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت فرمائی' قریش کسی وقت اپنے مکر سے باز نہ رہے۔ حضورؐ نے تین سو تیرہ جاں نثاروں کے جذبہ ایمانی سے ایک ہزار بت پرستوں کو شکست دی۔ غزوۂ بدر میں قریش کے سرداروں کو تہ تیغ کردیا۔ بالآخر مشرکین نے بدر میں شکست کھائی۔ ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہیں لے گا' اس وقت تک نہ نہائے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا۔ آنحضرتؐ کو مشرکین مکہ کے حملے کی خبر ملی تو صحابہ کرامؓ کی مشاورت سے مدینے سے باہر نکل کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ عبداللہ بن ابی نے غداری کرکے تین سو سپاہی توڑ دیئے۔ فتح بدر نے مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے جذبہ حسد کو پہلے ہی بڑھا دیا تھا چنانچہ غزوۂ احد میں درپردہ یہودیوں نے قریش مکہ کا ساتھ دیا اور ان کی غداری کی وجہ سے ان کا قلع قمع ضروری تھا۔ ۴ھ سے ۵ھ تک غزوات بنو نضیر' بنو قینقاع اور غزوۂ بنو قریظہ میں یہودیوں کو شکست دے کر ان کی مکاریوں اور عیاریوں کا خاتمہ کردیا۔ ۵ھ میں قبائل قریش اور دوسرے عرب قبائل نے متحد ہوکر مدینہ پر چڑھائی کی۔ اس کو غزوۂ خندق یا الاحزاب کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ناکامی سے قریش کی متحدہ طاقت چور چور ہوگئی۔ قریش مکہ کے خلاف حضورؐ نے مجبوراً تلوار اٹھائی تھی۔ چھ برس کی مسلسل جدوجہد کے بعد قریش نے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے حدیبیہ کا عہد نامہ طے پایا۔ بظاہر یہ معاہدہ مسلمانوں کے خلاف نظر آتا تھا مگر اس کی رو سے آزادانہ میل جول سے تبلیغ اسلام میں بے حد ترقی ہوئی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ عمرے کے لئے مدینہ سے نکلتے وقت صرف ڈیڑھ ہزار افراد حضورؐ کے ساتھ تھے۔ دو برس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار مسلمانوں کا لشکر آپؐ کے ساتھ تھا۔ فتح مکہ کے بعد رفتہ رفتہ پورا عرب مسلمان ہوگیا تھا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ تمام دنیا کے سامنے شریعت' اخلاق اور حکومت کے تمام بنیادی اصولوں کا مجمع عام میں اعلان کردیا جائے۔ چنانچہ میدان عرفات میں ناقہ پر سوار ہوکر وہ مشہور خطبہ (خطبۃ الوداع) ارشاد فرمایا جو تمام اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

قرآن مجید کلام الٰہی ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ آپؐ کی ذات اقدس اس کا عملی نمونہ' اسوہ اور نقشہ ہے۔ ارشاد ہوا۔

ترجمہ "تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں بہترین اور کامل نمونہ ہے۔"

(سورۃ الاحزاب ۲۱)

"بے شک تم اخلاق حسنہ کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔"

(سورۃ القلم ۴)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی قرآن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپؐ کے اخلاق کریمانہ کو تحریر میں لانے کے لئے کئی دفتر درکار ہوں گے۔ البتہ چند کا ذکر اختصار سے کیا جاتا ہے۔ سادگی اور بے تکلفی پسند تھی۔ اپنا کام خود کرنا پسند فرماتے اور دوسروں کا کام کرکے خوشی محسوس کرتے۔ بچوں پر شفقت' خادموں سے محبت اور جانوروں پر رحمت فرماتے۔ دشمنوں کے ساتھ رویہ رحم دلانہ رکھتے تھے۔ تمام معرکوں میں آپؐ نے ثابت قدمی' پامردی عزم واستقلال' بہادری اور شجاعت کا ثبوت دیا اور کبھی لغزش نہیں کھائی۔ محسن انسانیتؐ کا غیر مسلموں کی نظر میں بھی بہت اونچا مقام ہے۔ نپولین بوناپارٹ حضورؐ کی ذات گرامی پر یوں تبصرہ کرتا ہے۔

"محمدؐ کی ذات ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔"

مشہور روسی محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی نے لکھا ہے۔

باقی ص ۳۶ پر

عالمی تناظر میں

مسلمانوں کی حیثیت، ایک تجزیہ

دنیا کے کسی خطہ میں مسلمان اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرتا ہے تو اسے دہشت گرد' انتہاء پسند اور بنیاد پرست کہا جاتا ہے

اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو اپنی اصل شکل و صورت میں باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن پاک میں ایک زیر زبر کا بھی فرق نہیں آیا ہے۔ اس لئے کہ اس ذات حق نے اس کو نازل فرما کر یہ بھی فرمایا ہے۔ **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** "بے شک ہم نے قرآن پاک نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت بھی کرنے والے ہیں۔" یہاں تک کہ مخالفین نے بھی مان لیا ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی دنیا میں اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوموں کا عروج و زوال اس کتاب ہدایت سے وابستہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **ان اللہ یرفع بہ اقواما و یضع بہ اخرین۔** "بے شک اللہ تعالیٰ قرآن پر عمل کے ذریعہ کسی قوم کو رفعت و عروج عطا فرمائے گا اور کسی قوم کو (اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے) پست و ذلیل کردے گا۔"

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ میں جو آب و تاب نظر آتی ہے' ان کا کارواں جس طرح ہر طرف بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کا اندازہ اسلامی قلمرو کی وسعت دیگر قوموں پر ان کے شکوہ و دبدبہ سے ہوتا ہے حالانکہ اس عرصہ میں اندرونی خلفشار بھی ہوئے لیکن سیل اسلام ہر طرف بڑھتا اور آفتاب کی طرح چڑھتا ہی رہا۔ خلیفہ عباسی ہارون رشید نے ایک دفعہ آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا دیکھا تو بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کہا تھا۔ **امطری حیث شئت فسیاتینی خراجک** جہاں چاہو برسو تمہارا خراج تو میرے ہی پاس آئے گا۔ اسلامی قلمرو کی وسعت کے ساتھ ساتھ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ کوئی قوم ان کے مدمقابل نہیں رہ گئی تھی۔ اجنبی سے زیادہ بیگانوں کی زبانیں طوعا" و کرھا" ان کے محیر العقول کارناموں کی معترف ہیں۔ اسلامی تاریخ کا ایک طویل زمانہ ایسا بھی گزرا ہے کہ تقریبا" پوری دنیا کلمہ **لا الہ الا اللہ** کے ماننے والوں کے زیر نگیں تھی۔ کوئی قابل ذکر سلطنت و ریاست ایسی نہ تھی جو مسلمانوں کی باج گزار نہ ہو۔ خلافت اسلامیہ کی ہیبت سے پوری دنیا سر تسلیم خم کئے ہوئے تھی اور مسلمانوں کا عالم یہ تھا کہ ہر شعبہ زندگی میں متحرک' تہذیب و تمدن کا زرنگار کلاہ ان کے سرپر' علم کی سرپرستی ان کے دم سے قائم تھی اور بقول علامہ اقبال۔

رکتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

لیکن تقریبا" سترہویں صدی عیسوی سے مسلمانوں کے اقبال کو جیسے نظر لگ گئی ہے۔ انحطاط و ادبار اور زوال کی وہ مسلسل دلدوز تاریخ رقم کی گئی ہے' جس کو پڑھتے ہوئے آنکھیں نم اور دل بے دم ہو جاتا ہے۔ جمود و تعطل کا وہ دور سامنے آتا ہے جس میں کوئی توجیہ مشکل ہے۔ اپنوں نے

تحریر۔ محمد خالد ندوی غازیپوری

جو طوطا چشمی کا رویہ اختیار کیا ہے' وہ غیروں کے رویہ سے زیادہ کربناک اور الم انگیز ہے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت
درد سے بھر نہ آئے کیوں

موجودہ حالات میں مسلمانوں پر مسلسل فتنوں کا طوفان اور تمام شعبہ ہائے زندگی علمی' عملی' اخلاقی' معاشرتی' سیاسی و اقتصادی حالات میں عالمگیر انحطاط اس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے کہ ان حالات کا موازنہ گزشتہ پچاس برس پہلے کے زمانہ سے کیا جائے تو ایسا معلوم ہوگا کہ اس کا اس قوم سے کوئی رشتہ ہی نہیں ہے۔

بدل کس نے دیا آئین میکش و میکدہ ساقی
جہاں میں اب تو ہر شے اجنبی معلوم ہوتی ہے

ظاہر ہے ان حالات نے ہرذی شعور کو متاثر کیا ہے۔ مفکرین و مصلحین سے یہ امت کبھی خالی نہیں رہی وہ ان حالات کو دیکھ کر بے قرار ہیں۔ ان کے دلوں کا چین جاتا رہا۔ جب دنیا کے کسی حصہ میں مسلمانوں پر کسی قسم کی افتاد کی خبر آتی ہے تو مضطرب و بے قرار ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ہیں اور اس احساس سے ان کا کرب اور بڑھ جاتا ہے۔ جب انہیں محسوس ہوتا ہے کہ امت کے ایک بڑے طبقہ کو ان حالات کی شدت کا قطعا" احساس بھی نہیں ہے اور اگر ہے تو امراض کی تشخیص میں دانشور طبقہ جادۂ مستقیم سے کوسوں دور ہے اور اسے اپنی شعوری اور غیر شعوری فروگزاشتوں کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عالمی تناظر میں مسلمانوں پر ادبار و انحطاط کی جیسے مہر ثبت ہو گئی ہو۔ اقوام عالم کی امت مسلمہ پر اس طرح یلغار ہے' جیسے بھوکے بھیڑیے کسی شکار پر یا بھوکے لوگ کسی پیالہ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بوسنیا ہرزیگوینا میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے۔ اقوام متحدہ میں ان کے بچاؤ اور حفاظت کے ریزولیشن اور قراردادیں پاس کی جارہی ہیں۔ تمام متحارب گروہوں کے درمیان مفاہمت کی کئی کوششیں رائیگاں ہو چکی ہیں اور اقوام متحدہ کی حفاظتی زون کا ڈرامہ بھی کوہ کندن اور کاہ برآوردن کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کی نصف صد سلطنتیں اپنی افرادی اور مادی قوت کے باوجود کٹھ پتلیوں کی طرح عالمی اسٹیج پر کوئی کردار ادا کرنے کے لئے مغرب کی طرف دیکھ رہی ہیں اور بھائیوں کا خون بلکہ منصوبہ بند نسل کشی کا عمل ان مغربی آقاؤں کے اشارہ ہی پر مسلمانوں کی اس سرزمین پر دیدہ دلیری کے ساتھ جاری ہے۔ الجزائر' تیونس' مصر میں اسلامی تحریک کا ناطقہ بند اور قافیہ تنگ کیا جاچکا ہے اور

بہت سے ممالک میں حقوق انسانی کی پامالی کا ننگا ناچ جاری ہے۔ افغانستان' تاجکستان' آذربائیجان اور روس کی دیگر آزاد اور خودمختار مسلم جمہوریاؤں میں بھی انتشار و اختلاف کی ایسی آگ لگی ہوئی ہے جو بڑھتی ہی جاری ہے' بجھنے کا نام نہیں لیتی۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج پوری دنیا میں بنیاد پرستی کا ہوا کھڑا کردیا گیا ہے۔ یہ بھی مغرب کی ایک سازش ہے۔ بنیاد پرستی سے مراد درحقیقت وہ اسلامی تحریکیں ہیں جو مسلمانوں میں اسلامی بیداری کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ یہ بات مغرب کو پسند نہیں لہٰذا امریکہ کے اشارہ پر پوری دنیا میں اس کے خلاف آواز اٹھائی جاری ہے اور نشانہ اسلامی گروہ ہے۔ ہندو مذہب کی بنیاد پر مساجد مسمار کردیں' مقدس سرزمین کا تقدس انسانی خون سے آلودہ کردیں' مذہب کی بنیاد پر پردہ نشین خواتین کی برہنہ فلمیں تیار کردیں' زندہ انسانوں کو آگ میں جلائیں تو یہ بنیاد پرستی نہیں' یہود قدیم ورثہ کا احیاء' تشدد و انتہاپسندی کے ساتھ کریں' مذہب کے نام پر حکومت قائم کرنے کے لئے معصوم فلسطینیوں کی زمینیں چھین لیں' ان کو خانماں برباد کردیں' آزادانہ لوٹ مار' جبرو اکراہ کا معاملہ کریں' عورتوں کا پیٹ چاک کریں' بچوں کو ذبح کریں' معصوم انسانوں کو تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے ویرانوں میں ڈال دیں تو یہ عین امن و سلامتی کی راہ قرار دی جائے' اور اگر دنیا کے کسی خطہ میں مسلمان اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کریں تو انہیں دہشت گرد' انتہاپسند' بنیاد پرست کہا جائے اور اگر ان بے کسوں کی کسی اسلامی ملک نے تھوڑی امداد و نصرت کی کوشش کی تو عالمی رائے عامہ کو اس ملک کے خلاف کرکے اس پورے ملک کو دہشت گردی کی فہرست میں شامل کردیا جائے۔ آج عالمی بساط پر ہرجگہ مسلمانوں کے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ اپنے ملک' اپنی سرزمین میں امت مسلمہ آج بے کسی کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہی ہے اور تڑپ رہی ہے۔

بے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

افسوس کہ گزشتہ سال حج کے موقع پر وہ پاک سرزمین جہاں سے اسلام کی کرنیں پھوٹیں اور اس کی شعاؤں سے جہاں عالم منور ہوا وہاں بھی بڑی قوت کے ساتھ اعلان کیا گیا کہ اس سرزمین پر بنیاد پرستی کو فروغ پانے نہیں دیا جائے گا۔ یہ ساری باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ اہل دل پریشان اور اہل خرد اس کی توجیہہ سے قاصر ہیں۔

فلسطین کے سلسلہ میں اب تک جو قراردادیں اقوام متحدہ نے پاس کی ہیں' ان کا مجموعی وزن دس ٹن تک پہنچ جاتا ہے لیکن فلسطین کا مسئلہ پہلے سے زیادہ سنگین ہوتا جارہا ہے۔

حالانکہ مسلمانوں کے پاس پیسہ بھی ہے' مال و دولت کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ متمول جس کو قرار دیا گیا ہے' وہ برونائی کے سلطان ہیں۔ اس کے بعد ہی دنیا کے دیگر سرمایہ دار ہیں۔ ان کے جملہ سرمایہ کا شمار کھربوں ڈالر میں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس جو حکومتیں ہیں قدرت کے بے پناہ عطیہ سے مالامال ہیں۔ پیٹرول' تیل' گیس اور دیگر معدنیات کا وافر ذخیرہ ان کے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ اسلامی ملکوں کی آمدنی کا عالم یہ ہے کہ عالمی بینک اپنا عالمی رول ادا کرنے میں اس سرمایہ کا محتاج ہے' جو ان ملکوں کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ امریکہ کی معیشت کا توازن عربوں کی آمدنی پر قائم ہے' لیکن اس کا اثر عالمی تناظر میں مسلمانوں یا عربوں کے حق میں صفر کے برابر ہے۔

تعلیم کا یہ عالم ہے کہ ان ملکوں میں جامعات و کلیات کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ جس ملک میں ایک قاعدہ کی درسگاہ بھی نہیں تھی' آج وہاں کتنی یونیورسٹیاں' میڈیکل کالج' انجینئرنگ کالج قائم ہیں اور اب تو وہیں کے لوگ نہیں بلکہ دیگر ملکوں کے طلباء بھی ان یونیورسٹیوں اور دانش گاہوں سے استفادہ کرنے جوق در جوق جارہے ہیں۔ ان دانش گاہوں کی وجہ سے تعلیمی میدان میں پہلے کے مقابلہ میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔

جہاں تک اقتصادیات و معیشت کا تعلق ہے تو اس میدان میں بھی عالم اسلام نے کافی ترقی کی ہے۔ کارخانے' فرٹیلائزر اور دیگر تنصیبات کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ ریگستانوں میں ہریالی و سبزہ اگانے میں سائنس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔

سعودی عرب کا حال یہ ہے کہ گیہوں کی پیداوار اب وہاں اتنی بڑی مقدار میں ہوتی ہے کہ سعودی عرب اس پوزیشن میں ہے کہ دوسرے ممالک کو گیہوں فراہم کرسکے۔ غذائی اجناس آج بھی سعودیہ اور دیگر ان ملکوں میں جہاں پہلے شدید قلت تھی' آج بازاروں میں ریل پیل ہے۔ فلک بوس عمارتوں' آرام دہ سواریوں' خوبصورت پارکوں اور دیگر اسباب کی فراوانی سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ عرب اپنے مقابل سے کسی چیز میں کم ہیں۔

جہاں تک عددی قوت کا تعلق ہے اس میں بھی اپنے مقابل سے کم نہیں' اس کے باوجود انحطاط کیوں؟ اہل خرد کے نزدیک عروج کے اسباب تو کئی ہیں جس کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ آج ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کو کیا اس بات کی تلقین نہیں کی جاتی۔ تعلیم کی کمی کا عام شکوہ ہے اور اعداد و شمار کے اعتبار سے یہ درست بھی ہے۔ لیکن کیا پہلے کے مقابلہ میں اس میں اضافہ نہیں ہوا ہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مقابلہ کے امتحانوں میں بیس ہزار کی تعداد جس میں غالب اکثریت مسلم طلباء کی ہے' اس سے اعلیٰ تعلیم کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کی غمازی نہیں ہوتی۔ مسلم یونیورسٹی کے علاوہ جامعہ ملیہ اسلامیہ' ہمدرد یونیورسٹی مزید مسلمانوں کے تعلیمی معیار و تناسب کو بڑھانے اور مستحکم کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔

ہندوستان کی سطح پر مسلمانوں کی معیشت بھی ضرور کچھ بہتر ہوئی ہے۔ کئی مقام اور خاص شہروں' مدراس' کلکتہ' بمبئی وردیگر مقامات پر مسلمانوں کی اقتصادی حالت پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی جگہوں پر جہاں آج سے چند سال پہلے مسلمانوں کی کوئی قاعدہ کی دکان بھی نہیں تھی' صنعتی زمرے سے وہاں کی آبادی بالکل دور تھی' آج مسلمانوں کی زبردست مارکیٹ ہے اور صنعتی ادارہ بھی انہوں نے قائم کرنے کی کوشش کی ہے' ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم کالجز' انجینئرنگ کالج' یہاں تک کہ میڈیکل کالج آزاد و خودمختار پائے جاتے ہیں' بڑی بڑی فیکٹریاں بھی قائم ہیں۔ مدراس کا عالم یہ ہے کہ گزشتہ دہائیوں کے مقدار میں کئی گنا زیادہ قائم ہوچکے ہیں۔ پہلے طلباء کو دور دراز علاقوں کا سفر کرنا پڑتا تھا اور آج عالم یہ ہے کہ خورد و نوش کے معقول انتظام کے ساتھ مدارس قائم ہیں لیکن انہیں طلباء کی قلت کی شکایت ہے۔ طلباء کے لئے باربار اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔

یہ بھی تاثر رہا ہے کہ مدارس کے طلباء کو پیشہ ور تعلیم دی جائے۔ اس احساس کو بھی عملی جامہ پہنایا جاچکا ہے۔ جامعتہ الہدایتہ جے پور اور دیگر اور کئی مراکز اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جہاں تک افرادی قوت کی بات ہے' تقسیم ہند کے وقت جو تعداد تھی' آج اس سے کئی گنا اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد ہوچکی ہے۔

سرکاری سطح پر حقوق کی بازیابی کے لئے کئی تنظیمیں قائم ہیں اور اس میں دن بہ دن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ ان سب کے باوجود ہم اپنا وزن کیوں کھوتے جارہے ہیں۔ و استعصماہ کی صدائیں کیوں رائیگاں جارہی ہیں' اس پر سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔ جن امور کی طرف نشاندہی کی گئی ہے' ان سے کسی کو بھلا انکار کیونکر ہوسکتا ہے۔ زندگی کی ضرورتیں ان سے وابستہ ہیں' نظام تشریعی کا قیام بھی تو اس کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ سب سچ ہے' لیکن ان سب چیزوں کی حیثیت جسم کی ہے' روح کی نہیں اور صرف جسم پر محنت ہو' اس کو خوب عمدہ لباس زیب تن کرایا جائے' عمدہ آرام دہ ایئرکنڈیشن محل اس کے لئے بنا دیا جائے' اعلیٰ قسم کی غذائیں فراہم کردی جائیں تو کیا اس جسم کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے جو روح سے خالی ہو۔ تو ایسی قوم جس کی بنیاد دین پر قائم ہے' دین پر اس کی اٹھان ہوئی ہے' قرآن پاک اس کے لئے نسخہ کیمیا ہے' اس کی تعلیمات اس کے لئے روح کے مرادف ہے' اس سے اعراض کرنا کیا اس کے لئے موت کا پیش خیمہ نہیں۔

تمہاری قوم کی تو ہے تباہی دین و ایماں پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآں پر
تمہاری فلاح منحصر ہے فضل یزداں پر
نہ قوت پر' نہ کثرت پر' نہ شوکت پر' نہ ساماں پر

جو زوال کا اصل سبب ہے اس پر کسی کی نظر نہیں جاتی' دوسرے اسباب و علل بیان ہوتے رہتے ہیں اور ترغیب و تشویق کے مضامین کا ایک انبار لگتا چلا جارہا ہے ●●

تحریر: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدیر دارالعلوم دیوبند

فتنوں کے انسداد میں علماء کرام کی مساعی

علمائے اسلام پر اعتراض کرنے سے پہلے ان کے کارناموں پر غور کرلینا چاہئے

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اسلام کے نام لیوا اور اس کے شیدائیوں کے مقابلہ میں اسلام کے مخالفین و معاندین کی تعداد ہر دور اور ہر زمانہ میں زیادہ رہی ہے اور اسلام کو اپنے ابتدائے قیام سے آج تک نہ جانے کتنے فتنوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

لیکن اس تاریخی شہادت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ علمائے اسلام اور صلحائے امت نے ان تمام فتنوں کا نہایت پامردی سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کے حریفوں کو ہر محاذ پر شکست دے کر اسلام کے کارواں کو آگے بڑھایا ہے۔

چنانچہ اسلام پر اول ترین حملہ مادیت کی راہ سے ہوا' موروثی حکومت کے تسلسل اور دولت و ثروت کی فراوانی سے اسلامی معاشرہ میں تعیش اور راحت پسندی کا عمومی رجحان پیدا ہوگیا تھا' جس سے یہ خطرہ ہوچلا تھا کہ خدانخواستہ ملت اسلامیہ بھی اگلی امتوں کی طرح تعیش کی نذر نہ ہوجائے۔ اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے حضرات تابعین کی جماعت میدان میں نکل پڑی اور اپنے وعظ و نصیحت' دعوت و تبلیغ اور حرارت ایمانی کے ذریعہ مادیت کے اس سیلاب بلاخیز کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور امت کو اس طوفان سے بچالیا۔

اس کے بعد اسلام پر دوسرا حملہ عقلیت کی راہ سے ہوا' یونانی فلسفہ نے علمی ذہنوں کو اپنی گرفت میں لے کر اسلامی عقائد و اعمال کے خلاف ایک طوفان کھڑا کردیا' جس سے متاثر ہوکر امت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کی قیادت فقہاء اور محدثین کررہے تھے اور دوسرے کی عقلیت زدہ معتزلہ' یہ فتنہ چونکہ علمی انداز میں برپا کیا گیا تھا اور بدقسمتی سے حکومت وقت کی سرپرستی بھی اسے حاصل ہوگئی تھی' اس لئے ایسا معلوم ہونے لگا تھا کہ اسلامی علوم و عقائد یونانی افکار و نظریات کے مقابلہ میں اپنی توانائی اور سربلندی قائم نہ رکھ سکیں گے۔ ان سنگین حالات میں علماء ہی کی صف سے ایک بزرگ سر سے کفن باندھ کر میدان میں کود پڑے اور اس جرات و استقامت کے ساتھ کہ خلیفہ وقت مامون الرشید کے تہدیدی فرامین اور معتصم باللہ کے طوق و سلاسل اور تازیانے ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکے۔ بالآخر اس مرد جلیل کی ثابت قدمی کی برکت سے یہ فتنہ سرد پڑگیا اور امت ایک عظیم و تباہ کن خطرہ سے مامون و محفوظ ہوگئی۔

تیسری صدی میں معتزلہ نے اپنی عقلیت پسندی اور اپنی بعض نمایاں شخصیتوں کے سہارے اس سوئے ہوئے فتنہ کو پھر سے جگانا چاہا لیکن امام ابوالحسن اشعری جو پہلے انہیں کے کیمپ کے ایک فرد تھے اور ان کے تمام ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف تھے' ان کے مقابلہ میں آگئے اور بحث و مناظرہ اور زبانی تفہیم و تقریر کے ذریعہ ان کے حوصلوں کو پست کردیا اور آئندہ ان کے مقابلہ کے لئے ایک سو سے زائد نہایت اہم اور وقیع کتابیں بھی تصنیف کردیں اور ساتھ ہی اپنے تلامذہ کی ایک اچھی خاصی جماعت بھی تیار کردی جس نے ہر علمی محاذ پر معتزلہ کا تعاقب کیا اور انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کردیا۔

معتزلہ کی اس شکست کے بعد اسی فلسفہ یونان کی کوکھ سے ایک نئے فتنہ نے جنم لیا' جو اسلام کے حق میں اعتزال سے بھی زیادہ خطرناک تھا' یہ تھا باطنیت کا فتنہ۔ اس فتنہ کے بانیوں نے اپنی ذہانت اور یونانی فلسفے کی مدد سے دین اسلام کے اصول و نصوص اور قطعیات میں تحریف و تنسیخ کا دروازہ کھول دیا اور اسی کے ساتھ اسلام و اہل اسلام کے خلاف قوت و طاقت کا مظاہرہ بھی کیا' جس کی بنا پر اسلامی حکومتیں عرصہ تک پریشان رہیں اور اسلام کی بہت سی منتخب شخصیتیں اس تشدد آمیز فتنہ کا شکار ہوگئیں۔

اس عظیم فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھی صف علماء ہی سے ایک مرد کامل آگے بڑھے' جنہیں ہم امام غزالی کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔ انہوں نے براہ راست باطنیوں سے مقابلہ آرائی کے بجائے فلسفہ یونان کو نشانہ بنایا جو اکثر فرق باطلہ کا ماخذ و مصدر تھا اور اپنے علمی تبحر و قوت استدلال سے اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں اور ان فتنوں کے چشموں کو ہمیشہ کے لئے بند کردیا۔ امام غزالی کے ساتھ اس اہم خدمت میں امام رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی بھلائے نہیں جاسکتے۔

خیر یہ سارے واقعات تو زمان و مکان کے اعتبار سے آپ سے دور تر ہیں' خود برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔ عہد اکبری میں "دین الہیہ" کے عنوان سے اسلام کے خلاف جو عظیم فتنہ رونما ہوا تھا' جس کی پشت پر اکبر جیسے مطلق العنان فرمانروا کی جبروتی طاقت بھی تھی' لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شیخ عبدالحق دہلوی اور ان کے ہمنوا علماء نے اپنے پائے استقامت سے اس فتنہ کے سر کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔

اور اس آخری دور میں سلطنت برطانیہ کے جلو میں

باقی ص ۲۶ پر

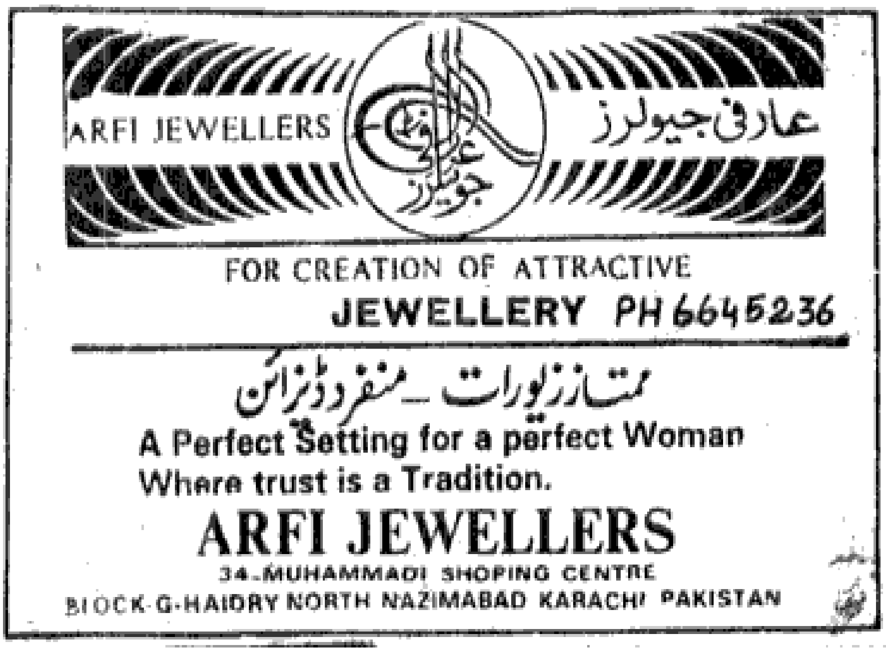

کیا یہی سیکولر ہندوستان ہے

سرکاری خرچ پر ایک ہزار ایک مندروں کی دیکھ بھال

مگر مسجدیں ....

دیواستھان محکمہ مذہب کے نام پر ہونے والی اندھیر گردی کا ایک بھیانک نمونہ

ہندوستان بھر میں راجستھان ہی وہ واحد ریاست ہے جہاں ایک ہزار ایک مندر سرکاری خرچ پر چل رہے ہیں۔ مذہب کے نام پر ہونے والی اندھیر گردی کا ایک بھیانک نمونہ ہے۔ راجستھان میں پہلے بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت تھی۔ مگر اب وہاں صدر راج ہے۔ مرکز کی حکومت یعنی دوسرے الفاظ میں کانگریس کی ہی حکومت ہے۔ مگر مندروں کی یہ سرکاری سرپرستی آج بھی جاری ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ راجستھان میں مندروں کی دیکھ بھال کے لئے باقاعدہ ایک محکمہ قائم ہے۔ اس محکمہ کا نام ہے "دیواستھان محکمہ" یہ محکمہ براہ راست ریاستی حکومت کے تحت ہے۔ اس محکمے کے تحت پوری ریاست میں ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) مندر قائم ہیں۔ جن کا انتظام انصرام یہ محکمہ کرتا ہے اور ان کا پورا خرچ بھی یہی محکمہ اٹھاتا ہے۔ ریاستی حکومت ہر سال اپنے بجٹ میں ایک رقم مختص کرکے اس محکمے کو دیتی ہے جس سے ان مندروں کے اخراجات پورے ہوتے ہیں اور یوں سرکاری خزانے کے پیسوں سے ان مندروں میں پوجا' سیوا' دھوپ دینے وغیرہ کا بندوبست سرکاری یعنی ٹیکس دہندگان کے پیسوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ تمام مندر عملاً" سرکاری مندر ہیں اور دوسرے سرکاری محکموں کی طرح ان کا بندوبست بھی سرکار کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے۔

دیواستھان محکمہ پورے ملک میں اپنی نوعیت کا واحد محکمہ ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس محکمے کو ضابطے کے مطابق کسی قانون کے تحت قائم نہیں کیا گیا ہے بلکہ یوں ہی حکمرانوں کی مرضی سے یہ وجود میں آگیا تھا اور آج تک قائم ہے۔ دوسری حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس محکمہ کا دائرہ کار و دائرہ اختیار صرف راجستھان کی ہی ریاست تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار پورے شمالی ہند اور مغربی ہند کو محیط ہے۔

دراصل اس محکمے کی جڑیں راجستھان کی قدیم ریاستوں میں ہیں۔ آزادی سے قبل راجپوتانہ میں متعدد دیسی ریاستیں تھیں۔ یہ تمام ریاستیں (ٹونک الور اور تجارہ کے علاوہ) ہندو راجاؤں کی تھیں اور ان ریاستوں کا سرکاری مذہب ہندو دھرم تھا۔ اس لئے فطری طور پر یہ راجہ مہاراجہ اپنی ریاستوں میں مندروں کا انتظام بھی اپنے خزانے سے کرتے تھے۔ لیکن جب دیسی ریاستوں کا خاتمہ ہوا۔ ریاستوں کی تنظیم نو ہوئی اور ملک میں سیکولر نظام قائم ہوا۔ تب بھی نئی ریاست راجستھان میں مندروں کی دیکھ بھال کرنے والے اس محکمے کا وجود قائم رہا۔ یہ محکمہ پوری طرح سرکاری ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ریاست کا محکمہ مال کا ایڈمنسٹریٹو سیکریٹری ہی دیواستھان محکمہ کا بھی ایڈمنسٹریٹو سیکریٹری ہوتا ہے اور اس کی مدد کے لئے جو اعلیٰ افسران مامور کئے جاتے ہیں۔ وہ سب ریاستی سیکریٹریٹ میں ہی اپنے دفتری میں بیٹھتے ہیں۔ دیواستھان محکمہ کا سربراہ کمشنر کہلاتا ہے۔ وہ اول درجہ کا افسر ہوتا ہے۔ اس محکمہ کا صدر دفتر اودے پور میں ہے اور ذیلی دفتر جے پور میں ہے۔ جہاں ڈپٹی کمشنر بیٹھتا ہے اس کے علاوہ دیگر محکموں کی طرح اعلیٰ و ذیلی افسروں اور عملے کی ایک پوری قطار ہے۔ جو اپنی اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لئے مامور ہیں۔

دیواستھان محکمہ اپنے تحت مندروں میں پوجا پاٹھ اور دیگر مذہبی رسومات کا اہتمام کرتا ہے اس کی املاک ایک تخمینے کے مطابق اربوں میں ہے۔ یہ محکمہ معذوروں' محتاجوں اور غریبوں کو مالی امداد بھی دیتا ہے۔

اس محکمے کے طریقہ کار کے مطابق اس کے تحت چلنے والے مندروں کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول درجہ کے تحت ۳۱۹ مندر ہیں۔ جو براہ راست اس محکمے کے تحت ہیں اور ان کی کل ذمہ داری اسی محکمے کی ہے۔ دوئم درجہ کے تحت ۲۰۳ مندر ہیں۔ یہ مندر اپنے اخراجات کے سلسلے میں خود کفیل ہیں۔ سوئم درجہ کے ۲۰۶ مندر ہیں۔ انہیں سرپرائی کے درجہ میں رکھا جاتا ہے۔ اس سال کے بجٹ میں صرف پہلے درجہ کے مندروں کے لئے ہی ساتھ لاکھ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔

حکومت راجستھان نے اس سال دیواستھان محکمے میں کئی نئے عہدے بھی قائم کئے ہیں اور اس کے تحت اب اس محکمے میں تحصیلدار اور پٹواری بھی مامور کئے جارہے ہیں۔ یہ لوگ مختلف سرکاری مندروں کی ملکیت والی ۲۵ ہزار بیگھہ زمین کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں گے۔

راجستھان کی حدود کے باہر اورنگ آباد' پوت مال اور امراؤتی میں واقع مندروں کی دیکھ بھال کے لئے مذکورہ محکمے نے ایک منیجر کا تقرر کیا ہے۔ یہ عہدہ بھی نیا قائم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اتر پردیش میں بنارس' اترا کھنڈ' ہردوار اور نینی تال میں واقع مندروں کی دیکھ بھال کے لئے اس محکمے نے ان اضلاع کے کلکٹروں کو ذمہ دار بنا رکھا ہے اور اس خدمت کے عوض انہیں دو سو روپے ماہوار الاؤنس دیا جاتا ہے۔ پہلے یہ الاؤنس سو روپے تھا۔ اب اس میں اضافہ کروا دیا گیا ہے۔ اس طرح اس محکمے کے تحت راجستھان کے طول و عرض میں پھیلے مندروں کے علاوہ دیگر مقامات پر واقع مندر بھی آتے ہیں۔ جو شمالی ہند کے علاوہ مغربی ہند میں بھی واقع ہیں۔

دیواستھان محکمے کی غیر منقولہ جائیداد میں عمارتیں' خالی زمین' زرعی زمین وغیرہ شامل ہیں۔ راجستھان کے علاوہ یہ جائیدادیں متھرا' برندرابن' گوردھن' کسم سروور' رادھا کنڈ' برسانا' سوروں' ہردوار' بھوانی' اترکاشی' گنگوشری' دھرولی' بنارس' بھوور' پوت مال اور دہلی میں واقع ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت اربوں روپے ہے۔ اس کے علاوہ تمام مندروں کی املاک میں سونا' چاندی' جواہرات اور زیورات بھی شامل ہیں۔ ان کی حفاظت کا ذمہ بھی مذکورہ محکمے کا ہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تین ہزار سے

آئی، ۳۰، ۲۶ء

از۔ جناب عبدالغنی صاحب فاروقی' جامع ہمدردولی

کبھی ایسا بھی ہوا تھا

جب بندہ خدا کی ذات سے دل لگا لیتا ہے تو پھر لوگوں کی پرواہ اس کو باقی نہیں رہتی

قناعت و بے نیازی

ابراہیم بن بشارؒ اور ابراہیم بن ادہمؒ دونوں ایک مرتبہ ایک سفر میں ساتھ تھے اور دونوں روزے سے تھے ان کے پاس نہ تو افطار کے لئے کچھ تھا اور نہ ہی مزدوری کے لئے کوئی صورت تھی۔ چنانچہ ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا۔

"اے بشار! فقراء پر اللہ کی خاص عنایت ہوتی ہے۔ دنیا و آخرت میں یہ لوگ خدا کی رحمتوں کے سایہ میں رہتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ فقراء سے نہ تو زکوٰۃ کے بارے میں سوال کرے گا اور نہ ہی حج و صدقہ کے بارے میں ان سے کوئی باز پرس ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقراء اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے۔ گویا امیر لوگ چالیس سال میدان حشر میں حساب کے لئے کھڑے رہیں گے۔"

پھر فرمایا! "بلاشبہ جو لوگ دنیا میں دولت مند ہیں وہ آخرت میں فقیر ہوں گے اور جو دنیا میں مرتبے والے ہیں وہ قیامت کے دن حقیر ہوں گے۔ اے بشار! تو بھوک کی وجہ سے غمزدہ نہ ہو تیرا رزق مقرر ہے اور وہ تیری تلاش میں ہے۔"

مزید ارشاد فرمایا! "دنیا میں فقراء امیروں کے بادشاہ ہیں کیونکہ امیر لوگ حرص کے غلام ہیں اور حرص و لالچ فقیروں کی لونڈی ہے۔ فقیروں نے دنیا و آخرت میں عیش اور راحت کو اپنا لیا ہے لہٰذا جب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست ہے تو پھر ان کو کوئی پرواہ نہیں کہ ان کی صبح و شام چاہے جس طرح گزرے' غم و رنج ان کے قریب نہیں پھٹکتا۔"

یہ کہہ کر ابراہیم بن ادہمؒ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے چنانچہ تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ اچانک ایک شخص کچھ روٹیاں اور کھجوریں لے کر آپہنچا اور وہ کہنے لگا کہ خدا کا دیا ہوا رزق ہے اسے نوش جاں فرمائیں۔

بشارؒ فرماتے ہیں کہ میں انہیں سامنے رکھے ہوئے بیٹھا رہا یہاں تک کہ ابراہیم بن ادہمؒ نماز سے فارغ ہوگئے اور مسکرا کر مجھ سے مخاطب ہوئے۔

"اے مغموم اور حزین بشار! خوب کھاؤ۔"

اسی اثناء میں ایک سائل آگیا اور خدا کا واسطہ دے کر کھانا مانگا۔ ابراہیم بن ادہمؒ نے کچھ کھانا اور کھجوریں اس کے حوالے کردیں اور باقی مجھے کھانے کے لئے دے دیں اور خود کچھ نہ کھایا۔ اور یہ کہہ کر پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے کہ۔

"خیر خواہی ہمیشہ سے ایمانداروں کا شیوہ رہی ہے۔"

رضائے حق

ابراہیم بن ادہمؒ ایک بار حج کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران طواف اچانک آپ کی نظر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جس کو وہ نظر جما کر دیکھنے لگے اور رونے لگے۔ لوگوں کو ان کے اس عمل سے بڑی کلفت ہوئی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ سب کو یہ خیال ہوا کہ وہ اتنے بڑے شیخ ہو کر ایک نوجوان کو بدنظری کا شکار بنا بیٹھے چنانچہ ان میں سے کسی نے کہا۔

"اے شیخ! یہ دیکھنا کیسا ہے؟"

ابن ادہمؒ نے جواب دیا۔

"میرے بھائی! میں نے اللہ سے ایک عہد کر رکھا ہے جسے میں توڑنا نہیں چاہتا ہوں۔ ورنہ میں اس خوبصورت نوجوان کے قریب ہو کر اسے سلام کرتا۔ یہ نوجوان تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ میں اسے چھوٹا سا چھوڑ کر اللہ کی راہ میں نکل گیا تھا اب یہ جوان ہوگیا ہے اور میرا بیٹا ہے۔

اب مجھے خدائے تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس کو اس کی خاطر چھوڑ چکا ہوں اسے پھر گلے لگالوں اور اس طرح میں اللہ کے ساتھ بدعہدی کا مرتکب ہو جاؤں۔ تم جاؤ اور اسے سلام کرو تمہارے سلام سے میری تسلی ہو جائے گی۔"

وہ شخص ابن ادہمؒ کے کہنے پر اس نوجوان کے پاس گئے۔ سلام کیا اور کہا۔

"تمہارے باپ تمہارے لئے برکت کی دعا کر رہے ہیں۔"

اس نے جواب میں کہا۔

"چچا! میرے باپ اب کہاں ہیں۔ وہ تو میرے بچپن میں ہی مجھے چھوڑ کر خدا کی راہ میں نکل گئے ہیں۔ کاش میں اپنے والد کو ایک نظر دیکھ لیتا۔"

پھر وہ باپ کے فراق میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ وہ شخص کہتے ہیں کہ میں ابن ادہمؒ کے پاس لوٹا تو وہ مقام ابراہیم کے قریب سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے۔ ان کے آنسوؤں سے وہاں کے کنکر تر ہو گئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابن ادہمؒ اپنے بیٹے کے حق میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نافرمانی سے تازیست محفوظ رکھے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

کرمان کے ایک بادشاہ نے اس وقت کے مشہور بزرگ شیخ جلیل شاہ کرمانی کے پاس پیغام بھیجا اور کہا کہ آپ جس سے پسند فرمائیں میری بیٹی یعنی شہزادی کی شادی کردیں۔ یہ پیغام پاکر شیخ نے شہر کی مسجدوں میں پھرنا شروع کردیا۔ چنانچہ ایک نوجوان کو اچھی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کے پاس بیٹھ گئے اور کہا۔

"کیا تو شادی شدہ ہے؟"

اس نے کہا۔

"نہیں۔"

شیخ نے کہا۔

"کیا تو ایسی بی بی چاہتا ہے جو قرآن کی عالم ہو' نماز پڑھتی ہو' روزے رکھتی ہو' حسین و جمیل اور پاک دامن ہو؟"

نوجوان نے حسرت سے کہا۔

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
دُبلا پن
قد بڑھایئے
ہمارے پاس شفا کی کوئی گارنٹی نہیں۔ شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال' دُبلے پتلے کمزور جسم کو مضبوط' صحت' طاقت ور خوبصورت بنانے
مخصوص امراض
پچکے گالے
گنجا پن
فون دکان 680840
فون رہائش 680795
پتہ: حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

"ایسی بی بی سے کون مجھے بیاہے گا؟"
شیخ نے کہا۔
"میں بیاہوں گا۔ جاؤ ولیمہ کی تیاری کرلو۔ وہ آنے کی روٹی اور اتنا ہی سالن اور تھوڑی سی خوشبو لے آؤ۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔"
چنانچہ اتنے سے ولیمہ پر شیخ نے نوجوان کو بادشاہ کا داماد بنا دیا۔ رخصتی ہوئی اور شہزادی خاوند کے گھر آگئی۔ اس نے گھر میں سوا ایک سوکھی روٹی کے اور کچھ نہ دیکھا لہٰذا اس نے خاوند سے پوچھا۔
"یہ روٹی کیسی ہے؟"
خاوند نے جواب دیا۔
"یہ کل کی بچی ہوئی روٹی ہے۔ میں نے اسے آج افطاری کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔"
یہ سن کر شہزادی نے خاوند سے اپنے گھر واپس جانے کی اجازت چاہی۔ وہ نوجوان بولا۔
"یہ تو مجھے پہلے ہی احساس تھا کہ بادشاہ کی بیٹی میری محتاجی پر صبر نہ کرسکے گی اور نہ ہی وہ میرے جیسے مسکین کو بحیثیت خاوند کے قبول کرسکے گی۔"
شہزادی نے فوراً "جواب دیا۔
"میں تیری محتاجی کے باعث تیرے گھر سے نہیں جا رہی ہوں بلکہ تیرے جیسے کمزور ایمان آدمی کی بیوی نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے تجھ پر تعجب نہیں بلکہ اپنے باپ پر افسوس ہوتا ہے جس نے میرا نکاح کرتے وقت میری رضامندی اس شرط پر حاصل کی تھی کہ وہ مجھے ایک پرہیزگار نوجوان کے ساتھ بیاہ رہا ہے۔ جبکہ تیرے جیسا شخص کیسے پرہیزگار ہوسکتا ہے جسے خدا پر اتنا بھی اعتماد نہیں کہ وہ اسے شام کا کھانا دے گا۔ تو اس نے ڈر میں ایک روٹی رکھ چھوڑی ہے کہ کہیں فاقے سے مر نہ جائے۔"
نوجوان نے کہا۔
"میں معذور ہوں اور معافی چاہتا ہوں۔"
شہزادی نے کہا۔
"مجھے تیرے عذر سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں صرف اس شرط پر اس گھر میں رہنے کو تیار ہوں کہ تو اس روٹی کو بھی گھر سے نکال دے۔"
نوجوان نے شہزادی کی ایمانی استقامت پر انتہائی رقت میں روتے روتے روٹی کو خیرات کردیا۔

دیوانہ بکار خود دیوانہ نہیں ہوتا

مالک بن دینار" کہتے ہیں کہ میں بصرہ کی عید گاہ میں گیا۔ اچانک وہاں ایک مجنوں بزرگ سعدون" سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا۔
"آپ کا کیا حال ہے؟"
انہوں نے کہا۔
"اے مالک! بھلا ایسے شخص کا کیا حال ہوسکتا ہے جو ہر وقت دور دراز سفر کا ارادہ رکھتا ہو مگر اس کے پاس سفر کا سامان نہ ہو۔ بھلا ایسے شخص کا کیا حال ہوسکتا ہے جسے ایک زبردست عادل رب کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔"
یہ کہہ کر سعدون" پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ مالک" کہتے ہیں کہ۔
"میں نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟"
جواب دیا۔
"خدا کی قسم! میں دنیا کی محبت یا مصائب و موت کے خوف سے ہرگز نہیں روتا بلکہ میرا رونا ان گزشتہ ایام زندگی کے لئے ہے جو غفلت میں گزرے اور نیکیوں سے خالی رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میرا سفر بہت دشوار ہے اور میرے پاس کوئی زاد راہ نام کو بھی نہیں ہے۔ مجھے یہ ذرا بھی معلوم نہیں کہ میں منزل پر پہنچ پاؤں گا یا راستہ میں ہی ناکامی کی موت مرجاؤں گا۔"
مالک" کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔
"تم تو بڑے زیرک اور دانا معلوم ہوتے ہو۔ لوگ تمہیں مجنوں کیوں کہتے ہیں؟"
سعدون" بولے۔
"لوگوں نے میرے معاملہ میں بہت دھوکا کھایا ہے۔ خدا شاہد ہے مجھ میں کوئی مجنونیت نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ محبت خداوندی میرے رگ و ریشے میں سرایت کرچکی ہے جس کے باعث میں دیوانہ لگتا ہوں۔"
مالک" کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا۔

باقی ص ۲۶ پر

محمد اقبال' حیدر آباد

اہلِ سُنّت و جماعت کون؟

ہر کلام سے اللہ کا کلام اعلیٰ و ارفع ہے اور محمدؐ کی زندگی کے طور طریقے سب سے بہتر اور افضل ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دین شریعت کے بارے میں جو کچھ بھی ارشاد فرمایا جو کچھ بھی آپؐ کا دستور العمل رہا۔ اصطلاح شریعت میں اسے "سنت" کہا جاتا ہے اور اس کا قائل اور فاعل سنی ہوگا۔ اس اصول کے پیش نظر آپ دیکھیں کہ کس حد تک آپ نے اپنی سیاسی و معاشرتی اور اقتصادی و ملی ضروریات کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھالا ہے اور کہاں تک آپ اپنی روزمرہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہیں؟ اور سنی کہلانے کے مستحق ہیں؟

نصاریٰ' یہود و ہنود کے طور طریقوں کو ہم نے اپنالیا۔ مذہبی تہوار بھی ان ہی کی طرح لہو و لعب اور عیش و عشرت سے مناتے ہیں۔ ہمارا اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' خورد و نوش' لین دین سب سنت کے خلاف ہے۔ شادی کرتے ہیں تو ہندوؤں کے طور طریقے پر۔ کتنے افسوس کی بات ہے' پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم سنی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی ہے جس کے اتباع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی دلیل و علامت اور اپنی محبوبیت و مغفرت کا باعث قرار دیا۔

"کہہ دیجئے اگر واقعی تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔"

(سورۃ آل عمران)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

قاضی عیاضؒ نے الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰؐ کی جلد ثانی میں حضرت سہیل بن عبداللہ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرآن مجید کے ساتھ محبت کرنا ہے اور قرآن مجید کی محبت کی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پہچان آپؐ کی سنت کے ساتھ محبت رکھنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی اور سوا ایک فرقے کے سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟"

ارشاد فرمایا۔

"جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحابؓ ہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی عمدہ اور کھلے لفظوں میں تشریح فرمادی کہ سنت کا اتباع کرنے والا ہی نجات پانے والا اور اہل سنت والجماعت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طاہرہ اور آپؐ کی سیرت طیبہ سراپا نور ہدایت ہے۔ سنت کی پیروی ہدایت یافتہ ہونے کی ضمانت اور اس کی مخالفت گمراہ اور بے چین ہونے کی واضح اور کھلی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر کلام سے اللہ کا کلام اعلیٰ و ارفع ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے طور طریقے سب سے بہتر اور افضل ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ ص۶)

آج ہمیں جس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اصل کام جو کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سیرت و سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرکے عملی زندگی کو اسوۂ حسنہ کے مطابق بنائیں۔ اگر یہ نہیں تو زبانی دعوے اور نمود و نمائش کچھ نہیں۔ محض اپنے آپ کو ہم تسلی دے لیں گے کہ ہم سنی ہیں۔ وہاں تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہماری سنت کو کس نے زندہ کیا۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ سنت پر عمل کریں۔

ربیع الاول کے مہینے میں شادیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ گانے اور ریکارڈنگ خوب ہوتی ہے۔ اس مبارک مہینے میں احتراماً" گانے بند کئے گئے یا کرائے گئے؟ کیا آپؐ صرف جھنڈیوں والی یا بینڈ باجوں کے ساتھ نکلنے والوں جلوسوں کی سرکار ہیں؟ عورتوں کو شوق چراتا ہے روشنیاں دیکھنے' جلوس دیکھنے گھروں سے چلی آتی ہیں اور بے تحاشہ قمقموں کے زغے میں بزعم خویش ثواب دارین حاصل کرتی ہیں۔ بے پردہ' بے قابو نگاہیں اس پیغمبر کی پیدائش کا دن مناتی ہیں جن کی آنکھوں میں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیا تھی۔

امت کی حالت تو انتہائی دگرگوں ہے۔ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ بعض لوگ تو گناہ کرنے کے بعد فخر سے سر اٹھا کر چلتے ہیں۔ وہ تمام رسومات اپنالی گئی ہیں' جن کا سلسلہ کہیں تو یہود و نصاریٰ سے ملتا ہے کہیں ہندوؤں کی مذہبی رسوم سے ملتا ہے۔ ہندوؤں کی رسومات پر اسلامی لیبل لگا کر ان پر عمل کیا جارہا ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خبر نہیں۔

وہ دین کہ نکلا وطن سے بڑی شان میں
بدلا گیا آکے وہ ہندوستان میں

عبادت کے جو طریقے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور جن پر آپؐ نے عمل فرمایا' جس طرح ان طریقوں پر عمل کرنا دین اور اتباع سنت ہے' اسی طرح عبادت کے جن طریقوں کا نہ آپؐ نے حکم دیا نہ ان پر عمل کیا ان طریقوں کو چھوڑنا اور ان پر عمل نہ کرنا بھی اتباع سنت ہے۔

حضرت علامہ علی قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

"اتباع سنت جس طرح فعل میں ہے اسی طرح ترک میں بھی ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی ایسے فعل کو دین سمجھ کر اس کی پابندی کرتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک بار بھی نہیں کیا تو وہ شخص بتدع ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کی پیروی کا حکم دیا اور اس کی پیروی کو خود اپنی اطاعت فرمایا۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

"قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ تین قسم کے اشخاص کو خاص طور پر عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔

۱۔ جس نے میری امت کی مصیبتوں کو حل کیا اور اس پر تنگی کو دور کرادیا۔

شریعت کی اصطلاح میں' دین میں ہر نئے ایجاد کردہ طریقہ کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کثیر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے بعد اختیار کیا گیا ہو۔ جو شخص دین میں کوئی نیا طریقہ ایجاد کرے گا جو پہلے سے اس میں موجود نہ تھا تو وہ طریقہ مردود ہے۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جو قول و فعل و عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں ہے وہ بدعت ہے۔

چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

"اہل سنت و جماعت تو یہاں تک کہتے ہیں جو قول اور

اب شرع نبیؐ میں بہر خدا تحریف نہ کر ترمیم نہ کر

جو قول و فعل و عمل اور جو طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں دین و عبادت نہ تھا بلکہ بعد میں ایجاد ہوا وہ اس زمانے کے بعد دین اور عبادت نہیں بن سکتا۔ دین اور عبادت کا کوئی حکم ایسا نہیں کوئی طریقہ ایسا نہیں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہؓ نے عمل نہ کیا ہو۔ جو شخص دین میں عبادت کا کوئی نیا طریقہ ایجاد کرتا ہے گویا وہ دوسرے لفظوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (عیاذ باللہ) رسالت میں خیانت اور تبلیغ میں کوتاہی کا الزام دھرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا۔

قیامت کے دن سات آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ

تحریر:۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب عاجز' مالیر کوٹلوی

وہ بندہ جس نے اللہ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے اور اس کا دل مسجد میں اٹکا رہے

جس دن کہ اللہ کی رحمت کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اس دن اللہ کی رحمت کا سایہ حاصل کرنے والا وہ شخص ہوگا جسے نماز سے اس قدر محبت کہ جب وہ نماز ادا کرکے مسجد سے نکلتا ہے' وہ یہ تمنا لے کر نکلتا ہے کہ دوبارہ پھر آؤں اور مسجد میں باجماعت نماز ادا کرکے اپنے آقا کی غلامی کا اعتراف اور ثبوت پیش کروں۔

بخاری و مسلم کی حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔ ایک عدل و انصاف سے حکمرانی کرنے والا فرمانروا۔ دوسرا وہ جوان جس کی نشوونما اللہ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا)۔ تیسرا وہ مرد مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے' جب تک کہ وہ پھر مسجد میں نہ آجائے۔ اور چوتھے وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے باہم محبت کی' اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل محبت سے لبریز ہوتے ہیں)۔ پانچواں خدا کا وہ بندہ جس نے اللہ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔ اور چھٹا وہ مرد خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت و عزت بھی' تو اس بندے نے کہا میں خدا سے ڈرتا ہوں (اس لئے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اور ساتواں وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں کچھ صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کررہا ہے اور کس کو دے رہا ہے۔"

اس حدیث میں تیسرے نمبر پر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت کی بشارت سنائی گئی ہے جس کا حال یہ ہو کہ مسجد سے باہر ہونے کی حالت میں بھی اس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ بے شک مومن کا حال یہی ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان سات باتوں میں سے کوئی بات ہم کو بھی نصیب فرمائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"وہ بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کراتا ہے۔ وہ جتنی دفعہ بھی صبح یا شام کو جائے۔"

(رواہ البخاری و مسلم)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندہ صبح یا شام جس وقت بھی اور دن میں جتنی دفعہ بھی خدا کے گھر میں (یعنی مسجد میں) حاضر ہوتا ہے' رب کریم اس کو اپنے عزیز مہمان کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہر دفعہ کی حاضری پر جنت میں اس کے لئے مہمانی کا خاص سامان تیار کراتا ہے۔ جو وہاں پہنچنے کے بعد بندہ کے سامنے آنے والا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رب کریم کے جنت والے سامان مہمان کا یہاں کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

۲۔ جس نے میری سنت کو زندہ کردیا۔

۳۔ وہ شخص جس نے مجھ پر بکثرت درود پڑھا۔"

من گھڑت قصوں' جھوٹی روایتوں' جھوٹے قصیدہ خوانوں سے بچیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔ سنت ہی ہمارے لئے نمونہ اور دلیل ہے۔

فعل حضرات صحابہؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ کام نیک ہوتا تو وہ ہم سے پہلے کرچکے ہوتے کیونکہ انہوں نے نیک کاموں میں سے کوئی کام نہیں چھوڑا۔ مگر اس کی طرف سبقت کرچکے ہیں۔"

۔ اللہ کا دین مکمل ہے کچھ اس میں بڑھانا ہے بدعت

بدعت رائج کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ اور عملی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب گستاخ اور دشمن ہے اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے والا بھی ہے۔ صرف لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زبانی دعویٰ کرتا ہے۔

ورنہ انہوں نے جو طریقے اپنا رکھے ہیں کیا وہ عبادت ہیں؟ بدعت اس پھاؤڑے کی مانند ہے جو اسلام کی بنیاد گراتا ہے۔ بدعت چاہے تجھے صبح کی روشنی کی مانند چمکدار نظر آئے لیکن فی الحقیقت اس میں کوئی نور نہیں۔ کوئی اس میں خیر نہیں۔

مذہبی معاملات کی حدود کا تعین عہد نبوت اور عہد صحابہ سے ہے۔ اس لئے کہ دین عہد نبوت میں مکمل ہو گیا اور عہد صحابہ میں صرف منشاء نبوت کی تکمیل کا نشان ملتا ہے۔ جو شخص قرآن اور سنت کے علاوہ دین بنالیتا ہے وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور بدعت کو سنت اور عبادت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے والے خدا سے ڈریں اور مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ مذہبی معاملات میں مداخلت کا مطلب یہ ہے کہ نئی نئی چیزیں پیدا کی جائیں، شعائر اسلام میں حذف یا زیادت (کمی و بیشی) کا ارتکاب کیا جائے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ جس شخص نے دین اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی جسے وہ اچھا اور کار ثواب سمجھتا ہے تو گویا اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تبلیغ رسالت میں خیانت کا الزام لگایا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔" اس لئے جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبادت نہ تھا وہ آج دین عبادت نہیں ہو سکتا۔ (الاعتصام للشاطبی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلو اور بدعات نہ نکالو۔ سنت و بدعت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں پس ایک کے زندہ کرنے سے دوسرے کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے تو اس جیسی ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔ پس سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت پیدا کرنے سے بہتر ہے۔"

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں۔ جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی وہ عبادت تم بھی نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جس کو یہ پورا کریں۔ پس اللہ سے ڈرو اے مسلمانو اور پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کرو۔ (الاعتصام علامہ شاطبی)

بدعت کوئی ہلکی اور معمولی برائی نہیں ہے، جسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ یہ تو اپنی فطرت اور مزاج سے ضلالت ہی ضلالت ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے بعد والا سال اس سے زیادہ شرارت والا نہ ہو۔ حالانکہ کوئی سال کسی سال سے بہتر اور نہ کوئی جماعت کسی جماعت سے بہتر ہوتی ہے لیکن تمہارے علماء اور تمہارے بھلے چلے جائیں گے اور ایسی قوم پیدا ہوگی جو مسائل کو اپنی رائے سے قیاس کرے گی تو اسلام منہدم ہو جائے گا اور اس میں رخنے پیدا ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے (یعنی دین) جس نے اس کے بعد اپنی رائے سے کہا تو میں نہیں جانتا آیا اس کو اپنے حسنات میں پائے گا یا اپنی برائیوں میں۔

جو شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی بجائے اپنے آباؤ اجداد کے طور طریقوں اور رسموں پر چلتا ہے اس کا ایمان کھوٹا ہے کھرا نہیں۔

قادیانیوں کی مصنوعات اور شیزان کا بائیکاٹ کریں۔

محمد اقبال
عمران کلاتھ اسٹور، دوکان نمبر ۱۷
جامع کلاتھ مارکیٹ یونٹ نمبر ۸
لطیف آباد، حیدر آباد

طب و صحت

از۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی
گولڈ میڈلسٹ' احمد پور شرقیہ

ہلدی ، دوا بھی غذا بھی

ہر وہ مرض جس کا سبب صفرا ہو گا ہلدی اس مرض کے لئے اکسیر لاجواب ہے

روز مرہ ضروریات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی غذا کے اندر بعض ایسی چیزیں غیر محسوس طریقے سے استعمال کرتے ہیں جو ہمیں سینکڑوں گوناگوں امراض سے بچاتی ہیں اور بغیر دوا کے ہمارا علاج ممکن ہو جاتا ہے۔ ان اشیاء میں ہلدی بھی ہے۔

تھوڑا عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہلدی ہماری ہانڈی کا جزو اول تھی اور ہر باورچی خانے میں اس کا استعمال ضرور ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت لوگ لاعلاج امراض سے محفوظ و مامون تھے۔ کیونکہ معدے' جگر اور پتے کے امراض کے لئے اس سے بڑھ کر شاید ہی کوئی دوا اور غذا ہو۔ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ہلدی کے اکسیری فوائد قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ہر نماز کے بعد احقر کو دعا سے یاد کریں گے۔

ہلدی اور ورم

ہلدی چونکہ صفرا کی معدل ہے اور ہر وہ مرض جس کا سبب صفرا ہو گا۔ یہ اس مرض کے لئے اکسیر لاجواب ہو گی۔ بعض مریض یہ شکایت کرتے ہیں کہ صبح اٹھتے ہوئے چہرے پر ورم ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سوجے ہوئے اور متورم ہوتے ہیں۔ ایسے مریضوں کی نشانی یہ ہے کہ اگر متورم جگہ کے اوپر زور دیا جائے تو وہاں گڑھا پڑ جائے گا۔ ان تمام کیفیات کے لئے ہلدی مفرد ہی موثر ثابت ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایسے مریض غلط علاج کی نذر ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ورم پرانی ہو جاتی ہے اور کسی دوا سے بھی نہیں جاتی۔ ایسے مریضوں کے لئے چٹکی بھر دوا دہی میں ملا کر کچھ عرصہ استعمال کریں۔

ہلدی اور یرقان

ہلدی یرقان کے لئے بہت مفید اور مجرب علاج ہے۔ جب مریض کا چہرہ پیلا' آنکھیں پیلی حتیٰ کہ پسینہ بھی ہلدی کی طرح ہوتا ہے اور مریض کی بھوک ختم' گھبراہٹ بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایسی تمام کیفیات میں ہلدی یرقان کے لئے لاجواب دوا ہے حتیٰ کہ ایسا یرقان جو بار بار ہو جاتا ہو اس کو ختم کرنے کے لئے ہلدی کا استعمال مفید و موثر ہے۔

ایک صاحب بار بار یرقان کے حملے سے دوچار ہوتے تھے جب ان کو کھانے کے اجزاء میں ہلدی استعمال کرائی گئی اور ایک ماشہ ہلدی دن میں چار بار پانی کے ہمراہ دی گئی تو مریض بہت صحت یاب ہو گیا۔

ہلدی اور دمہ

ہلدی دمہ جیسے موذی مرض کے لئے صدیوں سے آزمودہ ہے۔ میڈیکل میں خون کے ٹیسٹ میں اسنوفل نام کے سیلز آتے ہیں۔ جب یہ خون کے اندر بڑھ جائیں تو مریض کی کیفیات دمہ کی ہو جاتی ہیں۔ اگر دمہ کی اس قسم میں ہلدی استعمال کرائی جائے تو مریض بہت جلد ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اگر ہلدی کو گائے کے گھی میں بھون کر پیس کر محفوظ رکھیں اور ایک ماشہ کی مقدار دن میں تین بار استعمال کریں۔ مستقل استعمال سے مریض دمہ کامل شفا سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

ہلدی اور کھانسی

ایک صاحب کھانسی کی گولیاں مفت تقسیم کرتے تھے۔ جب ان کے نسخے کا پتہ چلا تو حیرانگی ہوئی کہ جس چیز کو ہم انتہائی حقیر سمجھتے تھے وہ چیز ہزاروں لوگوں کے لئے ذریعہ شفا بن گئی۔ نسخہ قارئین کی خدمت میں عرض ہے۔ ہلدی' نمک' سیندھا ہموزن لے کر گولیاں بنا کر منہ میں رکھ کر چوسیں۔ بس یہی نسخہ دور دور تک کھانسی کی گولیوں کے نام سے مشہور تھا اور لوگ مفت لے جاتے تھے۔

ہلدی اور آنکھیں

اسی طرح ایک صاحب دیہات میں لوگوں کے لئے سرمہ بناتے تھے۔ مشہور تھا کہ اصلی ماہیرا اس میں پیس کر سرمہ بناتے ہیں۔ واقعی امراض چشم کے لئے لاجواب اور بہترین تھا۔ سینکڑوں لوگوں نے استعمال کیا اور مفید سے مفید تر پایا۔ اس سرمہ کو تقریباً" تمام امراض چشم میں استعمال کیا گیا حتیٰ کہ جن لوگوں کی نگاہ کمزور تھی انہوں نے مسلسل استعمال کیا۔ عجیب و غریب فوائد سامنے آئے۔ نسخہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔

ہلدی کی بڑی بڑی گانٹھیں لے کر لیموں کے پانی میں تر کریں اور خشک ہونے کے بعد اس کو تمبیا حنظل کے پانی میں دو دفعہ ترائیں اور خشک کریں۔ جب یہ عمل تین بار ہو جائے اور باریک سرمے کی طرح باریک پیس کر محفوظ رکھیں اور رات کو سوتے وقت آنکھوں میں لگایا کریں۔ امراض چشم کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔

ہلدی اور برص

ہلدی برص کا کامیاب علاج ہے۔ خاندان شریفی یعنی حکیم اجمل خانؒ اور ان کے جد امجد ہلدی کو برص کے لئے صدیوں سے استعمال کرا رہے ہیں۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ برص کے لئے مجرب ہے۔

ہو الشافی۔ پوست درخت نیم۔ پوست درخت انجیر۔ ہلدی سبز۔ گڑ پرانا۔ ہموزن لے کر ایک بڑے مٹکے میں ڈال کر گھوڑے کی لید میں ۴۰ یوم دفن کریں۔ پھر نکال کر اس کا عرق کشید کر کے ۴۰ یوم تک پئیں۔ یہ نسخہ برص کے علاوہ جذام' عام پھوڑے' پھنسی وغیرہ کے لئے اکسیر لاجواب ہے۔

ہلدی اور خون کا گاڑھا پن

موجودہ دور کا انتہائی بھیانک المیہ کینسر ہے اور اس کے بعد دل کے امراض ہیں۔ جب خون گاڑھا ہو کر شریانوں سے نہیں گزر سکتا۔ اس کیفیت میں ہلدی کا استعمال ان تمام کیفیات کو دور کر دیتا ہے۔ اگر سالن میں مستقل ہلدی کا استعمال کیا جائے اور چٹکی بھر ہلدی دہی میں ڈال کر صبح و شام کھائی جائے تو ایسے امراض سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہلدی اور امراض نسواں

اگر عورتوں اور مردوں کے امراض کا موازنہ کیا جائے تو تجربات اور مشاہدات کی رو سے عورتوں کے امراض بہت زیادہ ہیں۔ موجودہ مضمون میں ہم اس کے سباب پر غور نہیں کرتے بلکہ ایک نسخہ ہلدی قارئین کے لئے پیش کرتے ہیں جو عجیب الاثر اور عورتوں کے امراض کے لئے لاجواب ہے۔ ورم رحم' حمل نہ ٹھہرنا۔ ہلدی' شہد' گلیسرین سفید ملا کر روئی میں لتھیڑ کر اندر رکھیں۔

ہلدی اور سوزاک

جب پیشاب درد' انتہائی سخت جلن' پیپ' بے چینی' بے قراری جیسی علامات کا پایا جانا سوزاک کہلاتا ہے۔ ایسی تمام کیفیات کے لئے ہلدی کا استعمال بہت مفید و موثر ہے کیونکہ ہلدی صفرا کی تعدیل کرتی ہے اور اس

باقی ص ۲۶ پر

تحریر:- محمد متین خالد

قادیانیت کے خلاف آئینی جدوجہد

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی اور بنیادی عقیدہ ہے' نہ ماننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے

پاکستانی سیاست کا برا ہو کہ اس میں آئے روز کے بحرانوں نے بڑے اہم مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹا دی ہے۔ پچھلے کچھ عرصہ میں پاکستان میں کئی اہم واقعات رونما ہوئے مگر لانگ مارچ' اسمبلی کی تحلیل' قرض نادہندگان سے سرکاری واجبات کی وصولی اور قومی انتخابات کی گرما گرم خبروں میں یہ واقعات دب کے رہ گئے۔

ایسے ہی واقعات میں ایک اہم واقعہ گزشتہ دنوں قادیانیوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے دیا جانے والا وہ تاریخی فیصلہ ہے جس میں عدالت عظمیٰ نے قادیانیوں پر شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی عائد کرتے ہوئے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ایک جائز قانون قرار دیا ہے۔

زیر نظر تحریر میں ہم نے قادیانیت کے پس منظر' اس کے خلاف لڑی جانے والی آئینی جنگ' اس کے حوالے سے مسلمان اور قادیانی راہنماؤں کے تاثرات اور اس ضمن میں موجودہ ملکی صورتحال کا ایک جائزہ لیا ہے' ملاحظہ فرمایئے:

فتنہ قادیانیت کا پس منظر

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا اجتماعی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اسے نہ ماننے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جھوٹی نبوت کے فتنوں کا آغاز اگرچہ عہد رسالت سے ہی ہو گیا تھا مگر جھوٹی نبوت کے ان فتنوں میں جس فتنے نے عالم اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا' وہ قادیانیت ہے۔ بھارت کے گاؤں قادیان سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد نامی ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اس فتنہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ انگریز حکومت کی سرپرستی میں پرورش پانے والے اس فتنے کے پیروکاروں نے مسلمانوں کو گمراہ کر کے مرتد بنایا۔ مسلمانوں کے بے پناہ وسائل اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے صرف ہوئے۔ پاکستان اور عالم اسلام اس فتنہ کی ہزارہا سازشوں کا شکار رہا۔

امت مسلمہ کا قادیانیوں سے اصل [illegible] ہے کہ قادیانی اپنے عقائد کے مطابق خود کو مسلمان اور تمام امت مسلمہ کو مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لانے کی بنا پر کافر سمجھتے ہیں قادیانیوں کی اپنی مستند کتابوں کے مطابق قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ اس دنیا میں دو مرتبہ تشریف لائے۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں جبکہ دوسری مرتبہ مرزا قادیانی کی شکل میں قادیان میں (استغفراللہ) اسی بنا پر مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے (جسے مرزا قادیانی نے قمرالانبیاء کا خطاب دیا تھا) نیا کلمہ طیبہ اختیار کرنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔

"پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو نئے کسی کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو اس کی ضرورت پیش آتی۔"

یہی جواب بعد ازاں مرزا بشیر احمد (ایم ایم احمد قادیانی کا والد) نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں بھی نقل کیا۔ قادیانیوں کی بیشتر کتب پیغمبر اسلام کے متعلق ایسے ہی توہین آمیز کلمات سے بھری پڑی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے مغربی سامراج کی سرپرستی میں پاکستان میں پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انہوں نے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے۔ ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکومت کی طرف سے قادیانیوں کی شہہ پر ختم نبوت کے لئے تحریک چلانے کی پاداش میں دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو شہید اور ایک لاکھ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا اور تقریباً" دس لاکھ مسلمان اس تحریک میں حصہ لینے کے "جرم" میں سرکاری رد عمل کی زد میں آئے۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۴ء تک قادیانیوں کو اس ملک میں مکمل اثر و رسوخ حاصل رہا۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً" تمام کلیدی اسامیوں اور حساس اداروں پر قادیانی افسران قابض تھے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے سانحہ میں بھی قادیانی بیورو کریٹس نے گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اس تمام عرصے میں قادیانیوں نے اپنے کفریہ عقائد کی تبلیغ جاری رکھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' دین اسلام کی دیگر مقدس شخصیات کی توہین کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس تمام افسوسناک صورتحال کے دوران قادیانیوں کی ان گستاخیوں کے خلاف مسلمانوں کا احتجاج بھی جاری تھا۔ مسلمانان پاکستان کی قربانیاں اور جدوجہد رنگ لائی اور ایک زبردست تحریک کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو منتخب پارلیمنٹ نے ایک طویل بحث کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۳) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کر دی گئی۔

"جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط ایمان نہیں رکھتا' جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

امتناع قادیانیت آرڈیننس

آئین میں مذکورہ بالا ترمیم کے بعد قادیانی غیر مسلم اقلیت تو قرار پا گئے لیکن ان کی اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیاں پھر بھی جاری رہیں۔ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے اور شعائر اسلامی استعمال کر کے نہ صرف آئین پاکستان کا مذاق اڑاتے رہے بلکہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے امن و امان کا مسئلہ بھی پیدا کرتے رہے۔ اس آئینی ترمیم سے قادیانیوں کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ ایک طرف (بطور اقلیت) آئینی تحفظ کے تحت حقوق انسانی کا رونا روتے جبکہ دوسری جانب اسی آئینی ترمیم کا سرعام مذاق اڑاتے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے امت مسلمہ کے زبردست احتجاج کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تو قرار دے دیا لیکن وعدوں کے باوجود اس آئینی ترمیم کے تقاضوں کو پورا نہ کیا۔ بھٹو ... حکومت ختم ہوا تو جنرل ضیاء الحق برسراقتدار آئے۔ اس دوران قادیانی سرگرمیاں جاری رہیں۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات

بحران اٹھتے اور ملک میں امن و امان کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔

صدر ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کردیا۔

اس آرڈیننس کے تحت قادیانیوں کے خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' ان کے صحابہ کرامؓ" امہات المومنینؓ" خلفاء راشدین سمیت مقدس ہستیوں اور متبرک مقامات کے لئے مخصوص القاب و آداب اور صفات وغیرہ کا استعمال کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ اس آرڈیننس کے مطابق قادیانیوں کے لئے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے پر بھی پابندی عائد کردی گئی۔

وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

قادیانی جماعت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس فخر عالم' مسٹر جسٹس محمد صدیق' مسٹر جسٹس مولانا ملک غلام علی اور مسٹر جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی پر مشتمل ایک بنچ نے قادیانیوں کی اس درخواست کی سماعت کی۔ وفاقی شرعی عدالت نے ۲۲۴ صفحات پر مشتمل اپنے فیصلے میں قادیانیوں کی درخواست کو مسترد کردیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ ام المومنین' امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے کلمات کے استعمال سے لوگوں کو دھوکہ ہو سکتا ہے کہ ایسے ناموں کے حامل مسلمان ہیں۔ اسی طرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم قرآن مجید میں رسول پاکؐ کے صحابہ کرام کے لئے بطور فضل و رحمت شائع ہوا ہے۔ اسی طرح مسلمان صحابی اور اہل بیت کے کلمات علی الترتیب رسول پاکؐ کے صحابہ اور ان کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے' مسلمانوں کی طرح عمل کرنے اور مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور مقامات کے خطابات' القابات اور ناموں کا استعمال کرنے پر اصرار کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے اور اس سے امن و عامہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مملکت کے لئے قانون نافذ کرنا ضروری ہوگیا۔ عدالت نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور مقامات کے خطابات اور القابات کے استعمال کرنے یا خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام قرار دینے اور مسلمانوں کی طرح اذان دینے پر صدارتی آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت جو سزا یا جرمانہ مقرر کیا گیا ہے وہ جائز قانون ہے۔ عدالت نے مزید کہا ہے کہ مسلمانوں کے طور پر عمل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کے اپنے مذہب کے حق عبادت میں مداخلت کی گئی ہے۔ وہ ایسا کرسکتے ہیں جب تک کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں۔ لوگوں کو اپنے عقیدے پر لانے کے لئے اس عقیدے کے بارے میں غلط بیانی سے کام نہ لیں۔

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے فیصلے

وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کو بعد ازاں قادیانیوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ میں چیلنج کردیا۔ شریعت اپیلٹ بنچ کے چیئرمین مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ (چیف جسٹس) مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ' مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن' جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اور جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے اس درخواست کی سماعت کی۔ شریعت اپیلٹ بنچ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی اس درخواست کو خارج کردیا اور قرار دیا کہ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔

بلوچستان ہائی کورٹ کے جسٹس امیر الملک مینگل نے بھی اپنے ایک فیصلے میں قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے جاری ہونے والے اس صدارتی آرڈیننس کو جائز قرار دیا۔ ۱۹۹۰ء میں لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کی اس رٹ درخواست کی سماعت کی۔ جس میں صوبائی ہوم سیکرٹری کے اس حکم کو چیلنج کیا گیا تھا جس کے تحت قادیانیوں کے صد سالہ جشن منانے پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ قادیانیوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ آئین کی جس دفعہ ۲۹۸۔سی کو بنیاد بنا کر ان کے صد سالہ جشن پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ آئین کے ۲۰ سے متصادم ہے۔ جس کے تحت ہر پاکستانی شہری کو کوئی بھی مذہب اختیار کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ قادیانیوں نے اس درخواست میں مسلمانوں کے لئے جنونی کا لفظ استعمال کیا اور کہا کہ یہ لوگ قادیانیوں کو ان کے جائز حقوق اور مراعات سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ فاضل جج نے فریقین کے وکلاء کے مفصل دلائل سننے کے بعد قادیانیوں کی اس رٹ درخواست کو خارج کردیا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ قادیانیوں کو نہ صرف اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے اور اس پر عمل کرنے کا پورا اختیار ہے بلکہ انہیں ہندوؤں' سکھوں' پارسیوں' عیسائیوں اور دوسری

تحریکِ ختمِ نبوت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفراللہ خاں قادیانی کی نئی نویلی دلہن کے پرانے شوہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی جھلکی ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا تھا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ جلسہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی جھلکی ○ مولانا عبیداللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر۔ ربوہ ○ ؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئرفورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ' علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈکاسٹنگ اور ربوہ ○ ربوہ سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974 ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بد ترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز اور باوردی کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا ایٹمی پلانٹ اور قادیانی ○ شیزان' قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم مجید نظامی "آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے

○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ کوئی وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا

پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھیے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

مذہبی اقلیتوں کی طرح پوری مذہبی آزادی بھی حاصل ہے لیکن قادیانیوں نے خود کو مسلمان قرار دے کر اور کلمہ طیبہ اور شعائر اسلام جو اسلام کی بنیادیں ہیں کو اپنا کر خود ہی اپنے لئے مشکل صورتحال پیدا کی ہے۔ فاضل جج نے لکھا کہ قادیانی آئینی تقاضوں کے مطابق زندگی گزاریں اور خود کو مسلمانوں سے الگ امت سمجھیں اور عمل کریں تو اس سے کوئی ناخوشگوار بات نہیں ہوگی۔ آئین میں ان کی وفاداری اور الگ امت کی حیثیت سے ان کی شناخت ان کی سلامتی اور بہبود کی ضامن ہوگی۔ انہیں اسلام کو ہائی جیک کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قادیانی جو بھی عقیدہ اختیار کریں یہ ان کا مسئلہ ہے لیکن وہ مسلمانوں کے عقیدے کو کیوں خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان اپنے عقیدے کے تحفظ کے لئے کوئی اقدام کرتے ہیں تو اس سے قادیانیوں کو پریشان نہیں ہونا چاہئے عدالت نے لکھا کہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے عقائد کی تبلیغ کے خلاف عوام میں اس لئے بھی شدید مزاحمت اور رد عمل پایا جاتا ہے کہ مسلم امہ اپنے عقائد اور ایمان میں کسی ملاوٹ کو پسند نہیں کرتی۔ مسلم امہ خود کو متحد کرنا چاہتی ہے اور اس مقصد کے لئے وہ جو لائحہ عمل اختیار کرتی ہے اس سے قادیانیوں کے عقائد و ایمان کسی طور پر مجروح نہیں ہوتے اس لئے اس درخواست کو بلاجواز قرار دیتے ہوئے مسترد کیا جاتا ہے۔

قادیانیوں کے مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول اللہ قرار دینے کے عقیدے کے پس منظر میں فاضل جج نے لکھا کہ قادیانیوں کی طرف سے محمد رسول اللہ کا استعمال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔سی کے دائرہ میں آتا ہے (جس کی سزا سزائے موت ہے)۔

قادیانی جماعت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس صد سالہ قادیانی جشن پر پابندی کے خلاف لاہور ہائی کورٹ کے تاریخی فیصلے اور کوئٹہ ہائی کورٹ کے جسٹس امیر الملک مینگل کے فیصلہ کو کچھ عرصہ قبل سپریم کورٹ آف پاکستان میں چیلنج کردیا۔ قادیانی وکلاء نے کئی بار سپریم کورٹ کے بنچ پر عدم اعتماد کرتے ہوئے کیس کی سماعت میں حصہ لینے سے انکار کیا۔ بعد ازاں اس مذہبی کیس کی سماعت کے لئے سپریم کورٹ کا ۵ رکنی بنچ تشکیل دیا گیا۔ جو مسٹر جسٹس عبدالقدیر چوہدری، مسٹر جسٹس محمد افضل لون، مسٹر جسٹس سلیم اختر، مسٹر جسٹس ولی محمد خان اور جسٹس شفیع الرحمن پر مشتمل تھا۔ کیس کی بھرپور سماعت ہوئی۔ فریقین کے وکلاء نے تفصیل سے اپنا اپنا موقف پیش کیا اور بالآخر سپریم کورٹ نے اپنا تاریخساز اور قادیانیت سوز فیصلہ سنا دیا۔ السنہ صفحات پر مشتمل یہ فیصلہ جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے لکھا، جناب جسٹس ولی محمد اور جسٹس محمد افضل لون نے جسٹس عبدالقدیر چوہدری کے فیصلہ سے اتفاق کیا۔ جسٹس سلیم اختر نے بھی قادیانیوں کی اپیل مسترد کرتے ہوئے تین صفحات پر مشتمل اپنا الگ فیصلہ لکھا جبکہ جسٹس شفیع الرحمان نے اس تاریخی فیصلہ سے اختلاف کرتے ہوئے اپنا الگ اختلافی نوٹ لکھا۔ مسٹر جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ نہ دینا چاہتے ہوتے تو اپنی علیحدہ اصطلاحات بنا لیتے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ سے روکنے کے لئے قانون سازی کرے۔ انہوں نے کہا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی میں درج اسلامی اصطلاحات گزشتہ چودہ سو سال سے مسلمان مخصوص معنوں میں استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ مسلمانوں کے عقائد کا حصہ ہیں اور انہیں صرف اسی طرح کے معروف معنی میں استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ کوئی غیر مسلم ان اصطلاحات کو استعمال کرکے یہ تاثر دے سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ انہوں نے لکھا کہ صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ ساری دنیا میں مخصوص الفاظ اور اصطلاحات جن کی مخصوص تعبیر، تشریح، معنی اور مطالب ہوتے ہیں، کے استعمال کو قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔ انہیں ہر شخص استعمال نہیں کرسکتا کیونکہ اس طرح استعمال سے عوام کو گمراہ کرنے یا دھوکہ دینے کا احتمال ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں بھی ایسا قانون موجود ہے کہ قائداعظم کی اصطلاح کوئی شخص اپنے لئے استعمال نہیں کرسکتا اور اس قانون کو بھی کسی نے چیلنج نہیں کیا۔ فاضل جج نے لکھا کہ اس خطے کے مسلمانوں کے نزدیک سب سے قیمتی چیز ایمان ہے اور وہ کسی ایسی حکومت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو ان کے ایمان کا تحفظ نہ کرسکے اور انہیں دھوکہ دہی سے نہ بچاسکے۔ قادیانیوں کی طرف سے بار بار مخصوص اسلامی اصطلاحات کے استعمال کرنے پر اصرار مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ وہ انہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ فاضل جج نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف پانچ مختلف افراد کی اپیلوں کو مسترد کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی وجہ سے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ فاضل جج نے لکھا کہ مذہبی

قادیانیت ہماری نظر میں

ترتیب و تدوین: محمد متین خالد

قادیانیت ہماری نظر میں کے بارے میں اہل علم حضرات کے تاثرات

ملنے کا پتہ

آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دوسروں کے عقائد کی بیخ کنی کی آزادی ہو' قادیانیوں کو سرعام شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت دینا ایک نیا سلمان رشدی پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ جسٹس عبدالقدیر نے فیصلے میں یہ امید ظاہر کی کہ قادیانی اپنی رسومات' طریق عبادت' عبادت گاہوں' کلمہ اور دیگر مذہبی فرائض کے نئے نام رکھ لیں گے کیونکہ ہندو' سکھ' عیسائی اور دیگر اقلیتیں اپنی تمام مذہبی رسومات اور عبادات کا جداگانہ انداز رکھتے ہیں اور یوں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں کرتے۔ سپریم کورٹ کے اس تاریخی فیصلے میں مسٹر جسٹس شفیع الرحمان نے اپنے اختلافی نوٹ میں لکھا کہ عدالت کو مقدمے کی سماعت کے دوران اس مشکل کا سامنا کرنا پڑا کہ قادیانیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ امتناع قادیانیت آرڈیننس اسلامی تعلیمات کے منافی ہے لیکن قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو بنیادی حقوق سے متصادم ثابت کرنے پر زور نہیں دیا۔ انہوں نے لکھا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے کچھ حصے بنیادی حقوق سے متصادم ہیں اور آئین سے بالاتر ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف پانچ مختلف قادیانی افراد کی اپیلوں کو کثرت رائے سے مسترد کردیا۔ علاوہ ازیں سپریم کورٹ نے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کے جرم میں پانچ قادیانیوں کو ملنے والی سزاؤں کے خلاف اپیل مسترد کرتے ہوئے انہیں گرفتار کرنے کا حکم بھی دیا۔ سپریم کورٹ کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف قادیانی اپیلوں کو مسترد کرنے کے فیصلے کا ملک بھر میں زبردست خیر مقدم کیا گیا۔

فیصلے پر مسلمانوں اور قادیانیوں کا رد عمل

جماعت اسلامی پاکستان' جمعیت العلمائے اسلام (فضل الرحمن' سمیع الحق گروپ) جمعیت العلمائے پاکستان (نیازی گروپ)' جمعیت اہل حدیث' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان' متحدہ علماء کونسل اور سپاہ صحابہؓ پاکستان سمیت ملک کی تمام دینی' سیاسی اور سماجی تنظیموں نے سپریم کورٹ کے اس تاریخی فیصلہ پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ بعض راہنماؤں نے مسلمان ججز کو خراج تحسین پیش کرنے کے علاوہ جسٹس شفیع الرحمن کے اختلافی نوٹ کی پرزور مذمت بھی کی۔ اسلامی جمہوری محاذ کے صدر اور جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ جسٹس شفیع الرحمن امتناع قادیانیت آرڈیننس کو بنیادی حقوق کے معاملے میں بدنام کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جسٹس شفیع الرحمن کے اختلافی نوٹ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ان کا تعلق قادیانی عقیدے سے ہے لہٰذا ایسے جج کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ جسٹس شفیع الرحمن نے دانستہ طور پر اختلافی نوٹ لکھ کر ملک کو مذہبی بحران سے دوچار کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سپریم جوڈیشل کونسل میں جسٹس شفیع الرحمن کے مسئلہ کو فوری طور پر پیش کیا جائے اور انہیں برطرف کیا جائے۔ مولانا نورانی کا یہ بیان روزنامہ جسارت اور قومی اخبار کراچی نے ۸ جولائی ۱۹۹۳ء کو شائع کیا۔ انہی دنوں متحدہ علماء کونسل پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جسٹس شفیع الرحمن سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے معاملہ میں فوری طور پر اپنی پوزیشن واضح کریں کیونکہ وہ آئندہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوسکتے ہیں۔ ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو چنیوٹ ضلع جھنگ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیے میں تقریر کرتے ہوئے سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل پاکستان سید ریاض الحسن گیلانی نے یہ انکشاف کیا کہ جسٹس شفیع الرحمن قادیانی جماعت کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر احمد کے بیٹے کے ہم زلف ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور ہفت روزہ لولاک فیصل آباد کے چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود نے "کیا جسٹس شفیع الرحمن قادیانی ہیں؟" کے عنوان سے شائع کردہ ایک پمفلٹ میں کہا کہ۔

"ہمیں جسٹس شفیع الرحمن کو قادیانی بنانے کا قطعی شوق نہیں لیکن سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے میں ان کا کردار' پھر الزام عائد ہونے کے بعد ان کی مجرمانہ خاموشی اور دوران سماعت ان کے تبصرے اور ریمارکس اس بات پر مہر تصدیق ثابت کررہے ہیں کہ موصوف یقیناً قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔"

آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے "جسارت" سے ایک ملاقات میں کہا کہ۔

"امت مسلمہ اور قادیانیوں کے درمیان سپریم کورٹ میں زیر سماعت اس تاریخی کیس کے فیصلے میں اختلافی نوٹ دے کر جسٹس شفیع الرحمن نے انصاف کے تقاضوں کو کہاں تک ملحوظ خاطر رکھا؟ یہ تو وہی بہتر جانتا ہے جو سب سے بہتر انصاف کرنے اور دلوں کے حال جاننے والا ہے لیکن اس ضمن میں یہ امر ضرور قابل ذکر ہے کہ امت مسلمہ کی خواہش کے برعکس اختلافی نوٹ لکھ کر جسٹس شفیع الرحمن نے خود کو امت مسلمہ سے الگ تھلگ کرلیا ہے۔"

اس ساری صورتحال کے دوران میں قادیانیوں نے کیسا رویہ اختیار کیا؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

۵ فروری ۱۹۹۳ء کو لندن میں قادیانیت جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنی ایک تقریر میں کچھ اس طرح کے ریمارکس دیئے کہ جس سے واضح ہوتا تھا کہ وہ ایسے وقت میں جب عدالت عظمیٰ کی طرف سے فیصلہ محفوظ کرلیا گیا ہے' فیصلے پر اثر انداز ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔

"پاکستان میں سپریم کورٹ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کچھ حقوق مقدمات بہت عرصہ قبل دائر کئے گئے تھے۔ لیکن کسی حکمت کے پیش نظر عدالت ان مقدمات کو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتی' مگر اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے عدالت عظمیٰ کے سب سے سینئر جج (جسٹس شفیع الرحمن) کے تبصروں سے دل کھل اٹھتا ہے۔ اگر یہی فیصلہ ہے تو میں پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو مجھے اشارہ ہوا ہے۔ جیسے لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔ ایک لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شمع پھوٹی ہے۔"

قادیانی سربراہ کے اس بیان سے صاف طور پر پتا چلتا ہے کہ قادیانیوں کو سپریم کورٹ میں زیر سماعت اس کیس میں فیصلہ اپنے حق میں ہونے پر خاصا یقین تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فیصلے کے اعلان کا انتظار کئے بغیر اس پر رائے زنی شروع کردی گئی۔ حالانکہ یہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے اور پھر جب عدالت عظمیٰ نے فیصلے کا اعلان کیا تو قادیانی سربراہ نے سپریم کورٹ کے معزز جج صاحبان کے متعلق انتہائی نازیبا اور غلط ریمارکس دیئے۔ لاہور سے شائع ہونے والے ایک انگریزی ہفت روزہ "فرائیڈے ٹائمز" نے اپنی ۲۵ سے ۳۱ جولائی ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں چند قادیانیوں کے تاثرات نقل کئے ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے جنرل سیکریٹری مرزا غالب احمد نے کہا کہ ہم عدالت عظمیٰ سے اس سے زیادہ ریلیف کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ قادیانی ایڈووکیٹ مبشر لطیف نے کہا کہ ہم عام طور پر عدالتوں میں جانے سے احتراز کرتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ ہمارا خیال تھا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے جاری کردہ قادیانی صد سالہ جشن پر پابندی کا نوٹیفکیشن لغو اور فضول ہے۔ اس لئے یہ برقرار نہ رہ سکے گا۔ قادیانی جماعت کے ترجمان ہفت روزہ "لاہور" کے ایڈیٹر ثاقب زیروی نے ۱۷ جولائی ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں "آئین کی ضرورت" کے عنوان سے عدالت عظمیٰ کے خلاف ان الفاظ میں ہرزہ سرائی کی۔

"ہماری بعض عدالتوں نے بھی اب اسلام اور انسانیت دشمن عالمان دین کی ان ظالمانہ توجیہات کو صحیح اور معتبر سمجھنا شروع کردیا ہے چنانچہ پچھلے دنوں دو ایک ججوں نے ایک خالصتاً "آئینی درخواستوں کے فیصلوں میں بھی اسی غلط اور جھوٹی منطق کی تائید کی۔"

عدالت عظمیٰ کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے حق میں تاریخ ساز فیصلے کے پس منظر میں قادیانی جماعت کا ترجمان ہفت روزہ "لاہور" ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے۔

"اگر سربراہان عدالت کی سوچ متعصب ہوجائے تو عدل و احسان کا شیرازہ درہم برہم ہوجاتا ہے۔ معاشرے میں بے اطواری' انتشار' افراتفری اور خطرناک قسم کی تا

بقیہ ص ۲۵ پر

❀ قادیانیت ایک بے بنیاد مذہب ہے

❀ کسی مذہب نے دوسرے مذہب کی اصطلاحات کو نہیں اپنایا

قادیانی اسلامی اصطلاحات' اسلامی شعائر استعمال نہیں کرسکتے

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ

قسط نمبر۲

ترجمہ مجاہد لاہوری

آدمی عام لوگوں سے اپنا مذہب پوشیدہ رکھ سکتا ہے تاکہ فوجداری مقدمہ بازی کی کمتر برائی قبول کرتے ہوئے جسمانی لحاظ سے خود کو محفوظ رکھ سکے یا وہ سوال سے پہلو تہی کرتے ہوئے گول مول جواب دے سکتا ہے۔ ایسا رویہ قابل ملامت نہیں خصوصاً جب سوال کرنے والے شخص کو قانون کے تحت ایسا سوال پوچھنے یا صحیح جواب اگلوانے کا کوئی اختیار نہ ہو۔ نہ ہی وہ بیان اقرار سالح کے ساتھ دیا جا رہا ہو۔

۲۸۔ دوسری دو فوجداری اپیلوں (نمبر ۳۲۔ کے اور نمبر ۳۳۔ کے) کا تعلق ان رپورٹوں سے ہے جو کسی بھی مذہبی تنظیم سے وابستہ افراد نے درج کرائیں۔ وہ محض اس بات پر خفا ہوئے اور انہوں نے اپنی توہین محسوس کی کہ کلمہ طیبہ والے بیج ایسے لوگوں نے لگا رکھے تھے جو احمدی یا قادیانی کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے۔ کلمہ طیبہ کے بیج لگانے والے افراد نے منہ سے الفاظ ادا کرکے یا بصورت دیگر یہ نہیں کہا کہ وہ مسلمان ہیں' قادیانی یا احمدی نہیں ہیں۔

کلمہ طیبہ کی نمائش یا استعمال کو جبکہ اسے صحیح طریقے سے پیش کیا جائے اور ٹھیک طرح نیز احترام کے ساتھ اس کی نمائش کی جائے تو استعمال کنندگان کے خلاف کارروائی کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر اس کے مخصوص مفہوم اور نتیجہ کی تصدیق کی غرض سے آدمی کو اس شخص کے ذہن کے اندرونی حصوں میں جھانکنا پڑے جو کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے ہو یا اسے استعمال کرتا ہو اور عقیدہ کے مطابق اسے جرم قرار دینا چاہتا ہو ایسی صورت میں اس شخص کیلئے عقیدہ کے بارے میں ریاضت اور اس کے معانی نیز کلمہ طیبہ کے استعمال اور نمائش کا مقصد قانون کی حدود سے باہر ہوگا اور وہ براہ راست اس مذہبی آزادی میں مداخلت متصور ہوگی جس کی ضمانت ازروئے قانون ہر شخص کو دی گئی ہے۔ جہاں محض عقیدہ پر جس سے ناقابل اعتراض رویہ کے باعث غفلت برتی گئی ہو' اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

۲۹۔ ان اپیلوں کو نمٹانے میں ہمارے لئے یہ دقت رہی کہ مسئول الیہان نے بڑی حد تک معاملہ پر اس طرح اعتراض کیا ہے گویا متنازعہ آرڈیننس کے احکام کو اسلامی احکام کے ساتھ ان کی عدم موافقت سے زیادہ بنیادی حقوق کے ساتھ عدم مدافعت کیلئے' موافقت پر کیا جا رہا ہو اس چیز نے علمائے کرام کو عدالت کی رضاکارانہ مدد کرنے پر ابھارا جس سے بحث کے دوران اور بحث کے مابعد مرحلہ پر خاصی گرماگرمی دیکھنے میں آئی۔

۳۰۔ گزشتہ بحث کا حاصل یہ ہے کہ فوجداری اپیلیں (نمبر ۳۱۔ کے تا نمبر ۳۵۔ کے) قبول کی جاتی ہیں۔ اپیل کنندگان کو دی گئی سزائیں ختم کی جاتی ہیں۔ مزید برآں دفعہ ۲۹۸۔ بی (ت پ) کی شق (د) اور ذیلی دفعہ (۲) کے احکام کے پیرا نمبر ۲۰ میں نقل کئے گئے ہیں۔ بنیادی حقوق ۲۰ اور ۲۵ کے خلاف قرار دیا جاتا ہے۔

۳۱۔ دیوانی اپیل نمبر ۱۴۹ ۸۹ اور ۸۹ ۱۵۰ بھی جزوی طور پر اس حد تک منظور کی جاتی ہے کہ ۱۹۸۴ء کے ۲۰ ویں آرڈیننس کے بعض حصوں کو بنیادی حقوق ۱۹'۲۰ اور ۲۵ کے منافی قرار دیا جاتا ہے۔ مقدمہ بازی کے اخراجات کی بابت کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

دستخط

(جسٹس شفیع الرحمن)

۲۔ جسٹس عبدالقدیر چوہدری

۱۔ میں نے اپنے فاضل بھائی جسٹس شفیع الرحمن کے اس فیصلہ کا مسودہ پڑھا ہے جو وہ صادر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم میں پورے احترام سے عرض کروں گا کہ مجھے ان کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

۲۔ ان اپیلوں کے حقائق مجوزہ فیصلے میں بڑی تفصیل سے بیان کردئے گئے ہیں' اسلئے میں انہیں دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ جہاں تک موجودہ اپیل کا تعلق ہے۔ وہ حقائق جو اس کارروائی کا سبب بنے اس طرح ہیں کہ اپیل کنندگان احمدیہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں (جنہیں قادیانی بھی کہا جاتا ہے) جو کہ ایک غیر مسلم مذہبی فرقہ ہے۔ احمدیوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو دنیا بھر میں شایان شان طریقہ سے اپنے مذہب کی ۱۰۰ سالہ سالگرہ منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان تقریبات کا آغاز ۲۳ مارچ سے ہوتا تھا۔

۳۔ ۲۰ مارچ ۸۹ء کو ہوم سیکرٹری' حکومت پنجاب نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک حکم نافذ کیا جس کی رو سے صوبہ پنجاب میں قادیانیوں کے جشن منانے پر پابندی لگادی گئی۔ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے بھی ایک حکم کے ذریعے ضلع بھر کے قادیانیوں کو درج ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

"(i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں
(ii) آرائشی دروازوں کی تنصیب و تعمیر
(iii) جلوس نکالنا اور جلسے منعقد کرنا
(iv) لاؤڈ سپیکر اور میگافون کا استعمال
(v) نعرے لگانا
(vi) بیجوں' جھنڈیوں اور بینروں وغیرہ کی نمائش
(vii) پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹر چسپاں کرنا اور دیواروں پر اشتہارات لکھنا
(viii) مٹھائیوں کی تقسیم اور غریبوں کو کھانا کھلانا
(ix) کوئی دیگر سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے جذبات مشتعل یا مجروح کرنے کا سبب بنے۔"

۴۔ یہ حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ جن معمولات پر پابندی لگائی گئی' وہ ایسی سرگرمیاں تھیں جنہیں اعلانیہ انجام دینا تھا یا لوگوں کے رد عمل کو مد نظر رکھ کر ایسا کیا گیا تاکہ امن عامہ میں نقص نہ پڑے اور امن و امان برقرار رہے۔

۵۔ ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیہ برادری کو مطلع کیا کہ وہ آرائشی دروازے ہٹا لیں۔ بینرز اور روشنیاں اتار لیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ دیواروں پر مزید اشتہار نہیں لگائے جائیں گے۔ اس نے مزید مطلع کیا کہ ۲۱ مارچ کے حکم نامہ میں شامل پابندیوں میں تا حکم ثانی توسیع کر دی گئی ہے۔

۶۔ اپیل کنندگان نے محولہ بالا احکام کو بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر ۲۰۸۹/۸۹ چیلنج کر دیا اور اس امر کا فیصلہ صادر کرنے کی استدعا کی کہ انہیں اپنی برادری کے گزشتہ ۱۰۰ برسوں کے اہم واقعات کی یاد تازہ کرنے اور شایان شان طریقے سے صد سالہ جشن منانے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ رٹ میں کہا گیا کہ انہوں نے ایسی تقریبات منانے کیلئے نئے لباس پہننے' اظہار تشکر کیلئے نوافل دوگانہ ادا کرنے' بچوں میں شیرینی اور غرباء و مساکین میں کھانا تقسیم کرنے' جلسے کرنے اور گزشتہ ۱۰۰ سالوں میں ہونے والی عنایات پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ دعویٰ کیا گیا کہ یہ تمام سرگرمیاں ایسی تھیں جن کی ۱۹۷۳ء کے دستور میں ضمانت دی گئی ہے اور آرٹیکل ۲۰ میں شامل بنیادی حق کے تحت تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اسلئے متنازعہ حکم غیر قانونی ہے۔ مزید کہا گیا کہ متنازعہ حکم جاری کرنے کیلئے دفعہ ۱۴۴ کے اجزائے ترکیبی میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اپیل کنندگان میں سے ایک نے' جسے کلمہ طیبہ کا بیج لگانے اور اذان دینے پر زیر دفعہ ۲۹۸۔ سی سزا دی گئی تھی۔ علیحدہ رٹ دائر کی تھی۔ تعزیرات پاکستان میں ۲۹۸۔ بی اور ۲۹۸۔ سی کا اضافہ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کیا گیا ہے۔

۷۔ اس مقدمہ کی سماعت لاہور ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج نے کی۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں دوران سماعت اٹھائے گئے قانونی و دستوری سوالوں کا پوری طرح جائزہ لیا اور انتہائی متوازن فیصلہ سنایا۔ ہم اس بات کی دل سے قدر کرتے ہیں کہ فاضل جج نے اس معاملے میں ان ججوں کے صادر کردہ فیصلوں پر انحصار کیا جو یا تو سیکولر ہیں یا انسانی حقوق کے چیمپئن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عدالت میں لایا معاملہ بلا شبہ بہت ہی حساس نوعیت کا ہے جس کا تعلق انسان کے مذہب اور عقیدہ سے ہے اور اس کی بابت بڑے غیر جانبدارانہ اور محتاط انداز فکر اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے اعتماد کو تقویت ملے اور اس کے فیصلے کو ضروری آزادی میسر آ سکے۔

۸۔ یہاں زیر غور اہم سوال یہ ہے کہ آیا دفعہ ۲۹۸ سی ب اور ۱۹۸۴ء کے ۲۰ ویں آرڈیننس کے تحت صادر کردہ حکم بنیادی حق (آرٹیکل ۲۰) کے منافی ہے' جو ۱۹۷۳ء کے دستور کی رو سے ہر شہری کو حاصل ہے۔

۹۔ اپیل کنندگان نے غور و خوض کیلئے درج ذیل تنقیحات وضع کیں۔

(الف) وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ کہ متنازعہ آرڈیننس قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہے اس عدالت کیلئے بالکل غیر اہم اور بے وقعت ہے۔

(ب) آرڈیننس صریحاً اور یقینی الفاظ میں اس مذہبی آزادی سے انکاری ہے جس کی ضمانت پاکستان کے احمدی شہریوں کو دستور کے آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے۔

(ج) یہ آرڈیننس مبہم غیر واضح اور غیر یقینی ہونے کے ساتھ ساتھ ظالمانہ بھی ہے۔

(د) دستور کے آرٹیکل ۲۰ کی ترکیب "قانون کے تابع رہتے ہوئے" میں مستعمل لفظ "قانون" سے مثبت قانون مراد ہے' اسلامی قانون نہیں۔

(ہ) دستور کے آرٹیکل ۱۹ میں استعمال کردہ ترکیب "اسلام کی عظمت" سے آرٹیکل ۲۰ میں دئے گئے حقوق کے بارے میں استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

(و) کلمہ طیبہ والے بیج کا استعمال اور اذان دینا متنازعہ آرڈیننس کے دائرہ اثر میں نہیں آتا۔

(ز) زیر دفعہ ۱۴۴ ت پ جاری کردہ حکم اپیل کنندگان کے مذہب سے متعلق بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اسلئے وہ دستور کے آرٹیکل ۲۰ کے منافی ہے۔

۱۰۔ ان نکات پر بحث کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری ہے کہ اگر عام قانون' جس کا اب تک اطلاق کیا گیا ہے۔ ہر ایک کو کسی لفظ نام یا خطاب کے استعمال کا حق دیتا ہے۔ یا پہلے سے لگائی گئی مسلمہ پابندیاں موجود ہیں؟ یہ بات قابل قدر ہے کہ بعض القابات' خطابات اور عنوانات' جیسا کہ وہ دفعہ ۲۹۸۔ بی میں مذکور ہیں' قرآن حکیم میں مخصوص شخصیات کیلئے استعمال کئے گئے ہیں۔ (دیکھیے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۲ (اہل بیت) اور آیت نمبر ۵۷ اور سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ (رضی اللہ عنہ) جبکہ دوسرے القابات گزشتہ ۱۴۰۰ برسوں سے مسلمان ان شخصیات کے لئے استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ جن کیلئے وہ مخصوص ہیں۔ یہ القابات مخصوص معانی رکھتے ہیں اسلامی عقیدہ کا جز ہیں اور اظہار عقیدت و احترام کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ کسی شخص کی طرف سے دوسروں کیلئے ایسے القابات اسی طریقے سے استعمال لوگوں کو یہ تاثر دینے کا موجب بن سکتا ہے کہ وہ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

۱۱۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں قوانین ایسے الفاظ اور جملوں کے استعمال کا تحفظ کرتے ہیں' جن کا مخصوص مفہوم و معانی ہو اور اگر وہ دوسروں کیلئے استعمال کئے جائیں تو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ برطانیہ کے کمپنی لا' میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ کوئی ایسا نام نہیں رکھنا چاہئے جو مغالطہ پیدا کرے یا تاج' سرکاری محکمہ یا میونسپلٹی کے ساتھ کسی نوع کا تعلق ظاہر کرے اور صرف استثنائی صورتوں میں ایسے نام استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی' جن میں "امپیریل" کامن ویلتھ "نیشنل" یا "انٹرنیشنل" جیسے الفاظ شامل ہوں۔ الفاظ "کو آپریٹو" اور "بلڈنگ سوسائٹی" کا استعمال بھی ممنوع ہے۔ سب سے اہم اصول یہ ہے کہ ایسے نام کا اندراج نہیں کیا جائے گا جو پہلے سے موجود کسی کمپنی کے نام سے ملتا جلتا ہو ان احکام کا بڑا سختی کے ساتھ اطلاق ہو تا رہا ہے جنہیں کسی عدالت قانونی یا پارلیمنٹ میں ہرگز چیلنج نہیں کیا گیا۔

۱۲۔ بھارت کے کمپنی لا کی دفعہ ۲۰ میں بھی لازمی قرار دیا گیا ہے کہ کسی کمپنی کو ایسے نام سے رجسٹر نہیں کیا جائے گا جو حکومت کے نزدیک ناپسندیدہ ہو یا اس نام کی کوئی کمپنی پہلے سے رجسٹر کی جا چکی ہو۔ بھارتی دستور میں اسی طرح کے بنیادی حقوق دئے گئے ہیں جیسے ہمارے آئین میں درج ہیں۔ لیکن ہم نے کسی عدالت کا ایک بھی فیصلہ ایسا نہیں دیکھا جس میں کسی پابندی کو ان حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہو۔

۱۳۔ تجارتی و کاروباری ناموں اور نشانات کے تحفظ کیلئے دنیا کے ہر قانونی نظام میں کوئی نہ کوئی قانون موجود ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی فرم یا کمپنی کا کوئی رجسٹرڈ تجارتی نام یا نشان دوسرا ادارہ استعمال نہیں کر سکتا اور اس کی خلاف ورزی پر نہ صرف تجارتی نشان کا مالک خلاف ورزی کرنے والے سے ہرجانہ وصول کر سکتا ہے بلکہ یہ قانون کی نظر میں بھی جرم ہے۔

۱۴۔ یہاں ہم انگریزی قانون کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ معروف مقدمہ

"J. Bollinger vs Costa Brava Wine Coy Ltd. 1959, 3.W.L.R., 966"

میں قرار دیا گیا تھا کہ:۔

"مسئول الیہ کو ایسا عمل جاری رکھنے سے روکنے کیلئے حکم امتناعی حاصل کیا جا سکتا تھا جسے دھوکہ دہی سمجھا گیا ہو اگرچہ دھوکہ دینے کی نیت کا کوئی ثبوت موجود نہیں تھا۔"

۱۵۔ بھارت کا تجارتی و کاروباری نشانات کا قانون مجریہ ۱۹۵۸ء کے دسویں باب میں تجارتی نشانوں کی جعل سازی سے اور غلط طور پر استعمال یا جعلی تجارتی نشانات' تجارتی علامات یا ایسے مال کی فروخت پر جس پر جعلی تجارتی نشان یا علامت لگائی ہو' سزاؤں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۶۔ بھارت اور پاکستان کے مجموعہ ہائے تعزیرات کے باب نمبر ۱۸ ایسے جرائم سے تعلق رکھتے ہیں جن میں دستاویزات یا تجارتی و کاروباری نشانات میں جعل سازی سے کام لیا جائے مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۸۱ میں کہا گیا ہے۔

"جو کوئی کسی منقولہ جائداد' مال یا کسی پیکج' دیگر ظرف پر جو منقولہ جائداد یا مال پر مشتمل ہو' ایسا نشان لگائے یا کسی صندوق' پیکج' یا دیگر ظرف کو جس پر کوئی تجارتی نشان لگا ہوا ایسے طریقے سے استعمال کرے کہ معقول طور پر اس کی بابت یہ سمجھا جائے کہ اس کا مقصد یہ باور کرانا ہے کہ نشان رکھنے والی جائداد یا مال یا کوئی دوسری جائداد یا مال جو نشان رکھنے والے کسی ظرف میں رکھا ہوا ہو' کسی شخص کی ملکیت ہے جبکہ حقیقت میں وہ اس کی ملکیت نہ ہو'

تو کہا جائے گا کہ جعلی نشان ملکیت استعمال کیا گیا ہے۔" یہ جرم فریب کاری ہے اور اس کے ارتکاب پر کسی ایک قسم کی سزا اتنی مدت کیلئے دی جا سکتی ہے' جو ایک برس تک ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کیا جائے گا یا وہ دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

۱۷۔ پاکستان میں بھی اس قسم کے قوانین نافذ رہے ہیں کسی نے کسی بنا پر انہیں چیلنج نہیں کیا۔ یہاں ہم تجارتی نشانات ایکٹ ۱۹۴۰ء کی دفعہ ۶۹ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جس کا اطلاق پورے برصغیر میں ہوتا رہا۔ اس کی ترمیم شدہ صورت جو اس وقت پاکستان میں نافذ العمل ہے' ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

"۶۹۔ شاہی نشانات اور سرکاری علامات کے استعمال کی ممانعت اگر کوئی شخص جائز اختیار کے بغیر کسی تجارت' کاروبار' کسب یا پیشہ کے متعلق:۔

(الف) شاہی نشانات یا حکومتی نشانات (یا ایسے نشانات جو ان سے اتنی گہری مماثلت رکھتے ہوں کہ ان کے بارے میں یہ قیاس کیا جائے کہ ان کا مقصد دھوکہ دینا ہے) اس طرح استعمال کرے کہ ان کی بابت قیاس کیا جائے کہ ان سے یہ باور کرانا مقصود ہے کہ وہ شاہی نشانات یا حکومتی علامات کو استعمال کرنے کا قانوناً مجاز ہے یا

(ب) قائداعظم محمد علی جناح کا نام' لقب یا اس کی مشابہت یا اس کی مختلف صورتوں میں سے کوئی ایک یا کوئی آلہ' علامت یا عنوان ایسے طریقہ سے استعمال کرے کہ اس کی بابت قیاس کی جائے کہ اس کا منشاء یہ باور کرانا ہے کہ وہ ہز میجسٹی کی حکومت' یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا ویسی حکومت کے کسی محکمہ میں ملازم ہے اسے مال فراہم کرتا ہے یا اس سے تعلق رکھتا ہے۔

(ج) ادارہ اقوام متحدہ یا اس کے قائم کردہ ذیلی ادارے عالمی ادارہ صحت کا نشان' سرکاری مہر' نام یا نام کا کوئی مختلف ایسے طریقہ سے استعمال کرے جس سے یہ باور کرانا مقصود ہو کہ اسے اقوام متحدہ کی صورت میں سیکرٹری جنرل نے یا عالمی ادارہ صحت کی صورت میں اس کے ڈائریکٹر جنرل نے وہ نشان مہر یا نام استعمال کرنے کا قانوناً اختیار دیا ہے۔

اسے کسی ایسے شخص کی طرف سے استغاثہ دائر کرنے پر جسے ایسے نشانات' آلات' علامات خطاب استعمال کرنے کا اختیار ہو یا رجسٹرار کی طرف سے مقدمہ دائر کرنے پر حکماً اس نام کا استعمال جاری رکھنے سے روک دیا جائے گا۔

تاہم شرط یہ ہے کہ اس دفعہ میں شامل کسی چیز سے یہ مراد نہیں لی جائے گی کہ اس سے کسی تجارتی نشان کے مالک کا حق اگر کوئی ہو متاثر ہو رہا ہے جس کے استعمال کو جاری رکھنے کا وہ قانوناً مجاز ہو۔"

۱۸۔ پس واضح ہوا کہ دوسروں کے تجارتی ناموں' تجارتی نشانوں' ملکیتی نشانات یا علامتوں کو اس نیت سے استعمال کرنا جس کا مقصد دوسروں کو یہ باور کرانا ہو کہ وہ استعمال کنندہ کی ملکیت ہیں ایک جرم کے مترادف ہے۔ اس کے مرتکب کو یہ صرف قید اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے بلکہ اس سے ہرجانہ بھی وصول کیا جا سکتا ہے اور اسے باز رکھنے کیلئے امتناعی حکم جاری کیا جا سکتا ہے۔ یہ معمولی مالیت کے مال کے بارے میں واقعی سچ ہے۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہیں دے گی کہ اس کی مصنوعات کے چند اونس بھی اس کی اپنی بوتلوں یا دوسرے ظروف میں جن پر کوکا کولا کا نشان لگا ہوا ہو' فروخت کرے خواہ اس کی قیمت چند سینٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مزید برآں یہ ایک فوجداری جرم ہے جس پر قید و جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ اصول وابستہ ہیں کہ دھوکا نہ دو اور دوسروں کے حقوق ملکیت پامال نہ کرو۔

۱۹۔ سادہ الفاظ میں جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جاری ہے خواہ ان کی حرکت سے پہنچنے والے نقصان کی مالیت چند دمڑیوں کے برابر ہو۔ ہمارے ہاں قائداعظم اور اس کے مماثل لقب کی حفاظت کیلئے قانون میں وضع کیا گیا ہے جسے کسی حلقے نے چیلنج نہیں کیا۔ بہرحال پاکستان جیسی نظریاتی ریاست میں اپیل کنندگان جو کہ غیر مسلم ہیں اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی مسلمان کیلئے سب سے قیمتی متاع ہے وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔

۲۰۔ دوسری طرف اپیل کنندگان اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان بدعتی غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے جو مسلم شخصیات کے پاسنگ بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس اپیل کنندگان اور ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلام کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں نہ صرف جو ان مقدس ہستیوں کو بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلبگار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ

"Cantwell vs Connecticut (310 US 296 at 306)" کے مقدمہ میں قرار دے چکی ہے کہ:۔

"مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا۔"

۲۱۔ علاوہ ازیں اگر اپیل کنندگان یا ان کی برادری دوسروں کو جل دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے لئے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر' مخصوص نشانات' علامات اور اعمال پر انحصار کر کے وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب اپنی طاقت' میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ اور اپنے پیروؤں کی اپنے طریقہ سے مدح و ستائش کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں جو احمدیوں کو ان کے اپنے القابات تخلیق کرنے اور انہیں مخصوص افراد کے ساتھ استعمال کرنے سے روکتا ہو نیز ان کے مذہب پر کسی قسم کی دوسری پابندیاں عائد نہیں ہیں۔

۲۲۔ دلیل دی گئی کہ وفاقی شرعی عدالت کا یہ کہنا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء قرآن و سنت کے منافی نہیں ہے اس عدالت کی حد تک قانونی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

۲۳۔ بہرحال یہ ادعا اپنے اندر کوئی میرٹ نہیں رکھتا' احمدیوں کو دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ (۳)(ب) کی رو سے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور وفاقی شرعی عدالت 'مجیب الرحمن بنام وفاقی حکومت پاکستان و دیگر (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء ایف ایس سی ۸)' کے مقدمہ میں اس بنا پر اس فیصلہ کی تصدیق و توثیق کر چکی ہے کہ قادیانی رسول اکرمؐ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور قرآن حکیم کی ایک واضح اور صاف آیت کی تاویل کے ذریعے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اسلام میں ظلیت بروز اور حلول جیسے مکاری پر مبنی تصورات کو فروغ دیتے ہیں۔ اسلئے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر خود کو بطور مسلمان پیش کرنے سے باز رہیں اور مسلمانوں کے قانونی حقوق کا مطالبہ کرنے سے باز آ جائیں۔

۲۴۔ مسلمان "صحابی" اور "اہل بیت" کی اصطلاحات بالترتیب رسول اکرمؐ کے ساتھیوں اور ان کے ارکان خاندان کے لئے استعمال کرتے ہیں' جو سب کے سب بہترین مسلمان تھے۔ اس لئے رسول اکرمؐ کے ساتھیوں' ازواج النبیؐ رضوان اللہ علیہم اجمعین' اور ان کے افراد خاندان کیلئے مخصوص القابات کا مرزائیوں کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں' اس کی بیویوں اور گھر والوں کے لئے استعمال' ان کی (صحابہؓ و اہل بیتؓ) بے حرمتی کے مترادف ہے جس سے مسلمان یہ دھوکا کھا سکتے ہیں کہ ایسے القابات کے حامل افراد بہتر مسلمان ہیں۔ مزید عرض کیا گیا کہ اذان دینا اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا اس کی یقینی علامت ہے کہ اذان دینے اور مسجد میں نماز پڑھنے والے افراد مسلمان ہیں۔ اسلئے قرار دیا گیا کہ ان القابات و اصطلاحات کے استعمال کی ممانعت اور اس نوع کی پابندیاں عائد کرنے والے آرڈیننس کے احکام کہ قادیانی خود کو بطور مسلمان پیش نہیں کر سکتے آئین کے مقاصد پر عمل درآمد کیلئے نافذ کئے گئے ہیں۔

۲۵۔ جہاں تک شعائر اسلام کا تعلق ہے' عدالت نے قرار دیا کہ اسلامی شعائر کسی غیر مسلم کو

انہیں اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اگر کوئی اسلامی حکومت برسراقتدار ہونے کے باوجود کسی غیر مسلم کو "اسلام قبول کئے بغیر ان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے تو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہتی ہے۔ سیکولر ریاست کی طرح ایک اسلامی ریاست بھی قانون بنانے "غیر مسلموں کو اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھنے کا اختیار رکھتی ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ایسی پابندی کا مطلب ہے ایمان اور دھوکہ باز غیر مسلموں کو اسلام کی مخصوص و نمایاں صفات کے استعمال سے باز رکھنا ہے تاکہ وہ دوسرے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب نہ کر سکیں بلکہ اپنے مذہب کی آغوش میں لانے کی کوشش کریں۔ مزید قرار دیا گیا کہ اس دعوئی پر بنیادی حقوق کی آڑ میں زور دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

۲۶۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مجیب الرحمن و دیگران نے وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ بالا حکم کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں آرٹیکل ۲۰۳ ای کے تحت چیلنج کیا تھا (دیکھئے پی ایل ڈی ۱۹۸۸ ایس سی (شریعت اپیلیٹ بنچ) ۱۶۷) لیکن بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر اپیل واپس لے لی گئی۔ اس اپیل میں عدالت عظمیٰ نے قرار دیا تھا کہ:-

"وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ برقرار رہے گا۔"

پھر موجودہ اپیل دائر کی گئی جس کی سماعت دستور کے آرٹیکل ۱۸۵ کے تحت باقاعدہ طور پر کی گئی۔

۲۷۔ باب ۳۔ اے ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء کو دستور میں شامل کیا گیا تھا۔ اس میں ۲۰۳۔ الف سے ۲۰۳۔ ی تک آرٹیکلز شامل ہیں۔ آرٹیکل ۲۰۳۔ الف میں کہا گیا ہے کہ دستور میں شامل کسی امر

باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

بقیہ۔ قادیانیت کے خلاف جدوجہد

دھاندلی پھیل جاتی ہے۔ جو انجام کار "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کی صورتحال پر منتج ہوتی ہے۔"

نگراں حکومت اور قادیانی

ہمیشہ سے اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کا شکار وطن عزیز ایک بار پھر عیسائی اور یہودی لابی کی زد میں ہے 'بنیاد پرستی اور بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی آڑ میں پاکستان کے خلاف مبینہ سازشیں زوروں پر ہیں۔ قادیانی رہنما ایم ایم احمد کی سابق صدر غلام اسحاق خان سے طویل ملاقاتوں اور نواز شریف' بے نظیر' غلام اسحاق خان اور امریکی حکومت کے درمیان باقاعدہ گفت و شنید کے بعد باہمی رضامندی کے ساتھ اس ملک پر مسلط کئے جانے والے معین قریشی قادیانیوں کی ہر ممکن سرپرستی میں مصروف رہے۔ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں پر فائز کیا۔ نام نہاد انسانی حقوق کمیشن جس نے ہمیشہ قادیانیوں کی نمائندگی کی ہے کو وزارت داخلہ کے ماتحت کرکے قادیانی سرپرستی کو قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے۔ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی آڑ میں قادیانیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے بنائے گئے قوانین اور آئینی ترامیم کو ختم کرنے کی سازشیں کیں۔ اسی انسانی حقوق کمیشن کو اس ضمن میں سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا گیا ہے جس کے ارکان عاصمہ جہانگیر (قادیانی)' خالد احمد (قادیانی)' اور دراب پٹیل (پارسی) شامل ہیں اور ان کے قادیانی جماعت کے ساتھ روابط ہیں۔ موجودہ حکومت نے سپریم کورٹ کے ایک سابق جسٹس عبدالشکور سلام کو وزیر قانون مذہبی و اقلیتی امور مقرر کیا ہے جبکہ موصوف کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سابق وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کے غشی کے چھوٹے بھائی ہیں اور اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت قادیانی ماحول اور قادیانی جماعت کے اخراجات سے ہوئی۔ سپریم کورٹ میں اپنے عہدہ ملازمت کے دوران انہوں نے قادیانی آرڈیننس کے متعلق متعدد مقدمات کے دوران جانبداری برتتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ اسی جج نے ننکانہ صاحب کے ایک توہین رسالت کے ملزم ناصر احمد قادیانی کی درخواست پر سرکاری وکلاء اور مخالف مسلمان فریق کے وکلاء کو نوٹس دیئے بغیر چیمبر میں بیٹھ کر اس کی ضمانت منظور کرلی۔ مذکورہ قادیانی کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔ سی (توہین رسالت) کے تحت مقدمہ درج تھا۔ جس کی سزا سزائے موت ہے۔ عدالت عظمیٰ کے ایوان میں اس سے قبل قادیانیت نوازی کی اتنی بڑی مثال موجود نہ تھی۔ سپریم کورٹ کے کئی سینئر وکلاء جسٹس ایس اے سلام کی اس دیدہ دلیری پر ہکا بکا رہ گئے۔ ایسے متعصب قادیانی نواز کو وزیر قانون و مذہبی امور مقرر کرکے حقوق انسانی کمیشن میں حکومتی نمائندے کی حیثیت سے شامل کردیا گیا۔

چند دن کی مہمان حکومت کی طرف سے حد درجہ کی یہ قادیانیت نوازی انتہائی افسوسناک تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پس پردہ اشاروں پر کوئی خطرناک کھیل کھیلا جانے والا ہے۔ قادیانیوں کے متعلق آئینی ترامیم کو ختم کرنے کی خفیہ حکومتی تیاریوں کے ضمن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے گزشتہ دنوں جناح ہال لاہور میں منعقدہ ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے واضح طور پر یہ اعلان کردیا کہ اگر ایسا ہوا تو ملک بھر میں قادیانیوں کے خلاف زبردست احتجاجی تحریک شروع کردی جائے گی اور اس تحریک کے دوران قادیانیوں کے جان و مال کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ ایسے میں ہر محب وطن شہری یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ موجودہ نگراں حکومت کس کے

جنابا کارپٹس
قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●
یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
مساجد کیلئے خاص رعائت
سی۔ این آر اوینیو نزد جوہری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

اشارے پر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی۔ ہائی کورٹ' وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ جیسی اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے واضح فیصلوں کے بعد بھی حکومت کی طرف سے قادیانیوں کے متعلق آئین میں موجود ترامیم کے خاتمے کے خلاف اقدامات توہین عدالت ہی نہیں توہین رسالت کے زمرے میں بھی آتے ہیں۔ عدالت کے ایوانوں میں انصاف کے علمبردار تو شاید اپنی توہین کو فراموش کر سکتے ہیں۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ نے توہین رسالت کو کبھی برداشت نہیں کیا۔

بقیہ۔ طب و صحت.... ہلدی

کیفیت میں صفرا کی زیادتی ہوتی ہے تو یہ نسخہ نئے اور پرانے سوزاک کے لئے یکساں مفید اور مجرب ہے۔

ہوالشافی۔ ہلدی' آملہ' خشک ہموزن لے کر باریک پیس کر ۳ ماشہ صبح' دوپہر اور شام مریض کو کچھ عرصہ تک استعمال کرائیں۔ پرانے سوزاک میں شفایابی تک مستقل استعمال کرائیں۔

ہلدی اور مہاراج کا لیپ

ایک بادشاہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے لاچار ہوگئے کیونکہ چوٹیں بہت زیادہ آئی تھیں۔ علاج معالجہ بہت کرایا لیکن بے سود۔ آخر ایک صاحب نے یہ لیپ کرایا تو تمام دردیں ختم ہوگئیں اور مریض بھلا چنگا ہوگیا۔ احقر نے اس لیپ کے مسلسل استعمال پر اس کو بہت مفید پایا۔ نسخہ قارئین کی خدمت میں عرض ہے۔

ہوالشافی۔ مغز' مرسکی' گوگل' کندر' ویونڈ' عصارہ' میدہ لکڑی' بچی کھار' لودھ' بازو' پھٹکری' ہلدی ہر ایک ۱۰ گرام' انبہ ہلدی ۲۰ گرام۔

تمام اجزاء باریک پیس کر محفوظ رکھیں اور اس میں گرم پانی ملا کر جائے متاثرہ پر لیپ کریں۔ اڑتالیس گھنٹے کے بعد اتاریں اور نیا لگالیں۔ اس طرح مرض کی نوعیت کے مطابق کچھ عرصہ استعمال کریں۔

مندرجہ بالا فوائد احقر نے تجربات کے موافق لکھے ہیں۔ اگر کسی صاحب کے تجربے میں اس کا کوئی اور فائدہ ہوا تو احقر کو ضرور ضرور لکھیں تاکہ افادہ عام ہو اور توجہ طلب امراض اور امر کے لئے جوابی لفافہ ضروری ہے۔

بقیہ۔ کبھی ایسا بھی ہوا تھا

"سعدون! آپ لوگوں سے الگ تھلگ کیوں رہتے ہیں؟"

وہ بولے۔

"جب بندہ خدا کی ذات سے دل لگالیتا ہے تو پھر لوگوں کی پرواہ اس کو باقی نہیں رہتی۔ مالک! تو لوگوں کو جس طرح چاہے پرکھ کر دیکھ لے۔ تو ان کو بچھو کی طرح ڈنک لگانے والا ہی پائے گا۔"

بقیہ۔ یہ سیکولر ہندوستان ہے

زائد زیورات اس محکمے کی تحویل میں ہیں۔

راجستھان کی حکومت کے اس محکمے نے تمام سیکولر روایات اور آئینی پابندیوں کو طاق میں رکھ کر مذہب کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور خالصتاً" دیسی خود مختار ریاستوں کے انداز میں یہ محکمہ آزاد ہندوستان کی ایک سیکولر ریاست کی حکومت کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ مگر مرکزی حکومت کو جیسے اس کی خبر ہی نہیں ہے۔ آئین کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور وہ خواب غفلت میں گم ہے۔

بقیہ۔ فتنوں کے انسداد میں علماء کی مساعی

الحاد و زندقہ کا فتنہ نمودار ہوا تھا' اس کے مقابلہ میں بھی اگر کوئی جماعت نبرد آزما نظر آتی ہے تو وہ علماء ہی کی جماعت ہے۔ جنہوں نے سفید فام انسان نما وحشی درندوں کے ہر جور و ستم کو برداشت کر کے اسلام اور آئین اسلام کی حفاظت کی اور شہر شہر' قصبہ قصبہ اور قریہ قریہ مدارس کی شکل میں انسان کی چھاؤنیاں قائم کر کے پورے ملک میں اسلام کے سپاہیوں کا ایک جال بچھادیا۔

اور خدا کا شکر ہے کہ اسلام کے یہ سپاہی آج بھی اسلام کے عقائد و اعمال کی حفاظت و اشاعت میں پورے طور پر مصروف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی جڑیں دیگر بلاد اسلامیہ کے مقابلہ میں یہاں زیادہ مضبوط ہیں اور ہم بحمدللہ اس پوزیشن میں ہیں کہ معاندین اسلام کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر کہہ سکتے ہیں۔

ادھر آ اے ظالم ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اس لئے آج کے نام نہاد ہمدردان اسلام کو علمائے اسلام پر اعتراض کرنے سے پہلے ان کے کارناموں پر غور کرنا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ جماعت علماء پر قوم کے استحصال کا الزام لگاتے ہیں' اگر انہیں اسلامی علوم و عقائد اور دینی اخلاق و کردار کے تحفظ و بقا اور اس کے استحکام و اشاعت کے سلسلے میں علمائے اسلام کی خدمات سے ادنیٰ واقفیت بھی ہوتی تو وہ انہیں مورد الزام ٹھہرانے کے بجائے ان کے شکرگزار ہوتے۔

تاریخ اور تجربہ کی بنیاد پر بلاخوف تردد یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ موجودہ دور میں اور آئندہ بھی علمائے دین ہی کی جماعت اسلام اور مسلمانوں کی پشتیبان بن سکتی ہے۔ بلند بانگ دعووں' خوش کن تجویزوں اور جذباتی تقریروں سے کچھ دیر کے لئے گرمی محفل کا سامان فراہم کیا جاسکتا ہے اور ہوش سے عاری پرجوش نوجوانوں سے زندہ باد کا نعرہ بھی لگوایا جاسکتا ہے' لیکن ان خالی دعووں سے کسی سنجیدہ' مستحکم اور ٹھوس نتائج کی توقع نہیں کی جاسکتی' کیونکہ بقول امام مالکؒ ماضی سے مضبوط رشتہ کے بغیر امت کی صلاح و فلاح کا تصور ایک فریب ہے اور آج جو بھی ملت کے درد سے بے چین ہو کر اٹھتا ہے' وہ سب سے پہلے ملت کے ماضی ہی پر تیشہ چلاتا ہے۔ آج کل کے نوخیز مجددین کو یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ ماضی کے آئینہ کو دھندلا کر تابندہ حال اور روشن مستقبل کا خواب دیکھنا' سراب کو آب زلال سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہونا ہے۔ اسلاف کے نقش قدم سے ہٹ کر جو کارواں بھی زندگی کی راہوں کی تلاش میں نکلے گا' وہ منزلوں کی بھول بھلیوں میں بھٹک کر رہ جائے گا۔

بقیہ۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

"حضرت محمدؐ دنیا میں مصلح بن کر آئے تھے اور آپؐ میں ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوت بشری سے زیادہ ارفع و اعلیٰ تھی۔"

مشہور یورپین محقق لین پول لکھتا ہے۔

"محمدؐ نہایت بااخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔"

پنڈت گوپال کرشن "مہارشی" کے عنوان سے یوں لکھتا ہے۔

محمدؐ صاحب کی زندگی پر جب ہم وچار کرتے ہیں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ ایشور نے ان کو سنسار سدھارنے کے لئے بھیجا تھا۔ ان کے اندر وہ شکتی موجود تھی جو ایک Great Reformer اور ایک مہارشی (عظیم ہستی) میں ہونی چاہئے۔"

پنڈت بھگت سائیں داس ایڈووکیٹ رقمطراز ہیں۔

"حضرت محمدؐ نے آکر دنیا پر اس قدر احسانات کئے ہیں جس کی مثال نہیں مل سکتی۔"

سرلی میں راما سوامی لکھتے ہیں۔

"حضرت محمدؐ نے ہمیشہ رواداری کی تعلیم دی اور تلقین کی وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے۔"

لالہ رام لال ورما ایڈیٹر رقمطراز ہیں۔

"جمہوریت' اخوت اور مساوات یہ وہ عطیات ہیں جو حضرت محمدؐ نے (منش ماتر) بنی نوع انسان کو عنایت کئے۔"

مسٹر پی آر داس لکھتے ہیں۔

"حضرت محمدؐ صاحب نے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ "اور جو کچھ تمہیں رسولؐ دیں اسے لے لو یعنی جو حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکیں اس چیز سے رک جاؤ۔"

(الحشر:۷)

مسلمانوں کو حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کے اپنانے کی تلقین فرما کر ان کی نافرمانی کو کھلی گمراہی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت' آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اور آپؐ کے احکامات پر عمل اس وقت ممکن ہے' جب آپؐ کے ارشادات کو مشعل راہ بنایا جائے۔

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے نائب امیر اوّل
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیف لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ ریحانۃ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرہویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہیں کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے پندرھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ معزولات ملاحظہ ہوں ○ عقیدۂ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمٰی کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفراللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباہلے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسٰی علیہ السلام ○ المہدی والمسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی' نبوت سے مراق تک ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ غرض ختم نبوت' حیات عیسٰی علیہ السلام' کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلہ پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے
○ قادیانی مذہب سے لے کر سیاست تک' مساجد سے عدالت تک کی کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے

دینی اداروں' علماء' مناظرین' وکلاء
تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے

○ صفحات ۷۰۰
○ کاغذ عمدہ
○ کمپیوٹر کتابت
○ خوبصورت رنگین ٹائٹل
○ عمدہ اور پائیدار جلد
○ قیمت =/۱۵۰ روپے
جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے
رعایتی قیمت =/۱۱۰ روپے
ڈاک خرچہ بذمہ دفتر
○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری
مجلس کے مقامی دفاتر
سے بھی طلب کریں

ملنے کا پتہ: مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 40978